ہفت روزہ

# خدام الدین لاہور

بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمہ اللہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۴ رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ
۷ جنوری ۱۹۶۶ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۞ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

# احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ" إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ، هُدًى لِلنَّاسِ، وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ، وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا، أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ۔ الآية

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اے ایمان والو تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے، جس طرح تم سے پہلی امتوں کے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا اس توقع پر کہ روزہ کی بدولت تم متقی بن جاؤ (الیٰ قولہ تعالیٰ) ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن مجید بھیجا گیا ہے جو لوگوں کے لئے ذریعہ ہدایت ہے اور واضح الدلالۃ ہے منجملہ ان کتب کے جو ذریعہ ہدایت بھی ہیں اور حق و باطل میں فرق کرنے والی بھی ہیں سو جو شخص تم میں سے اس ماہ میں موجود ہو اس کو ضرور اس میں روزہ رکھنا چاہیئے اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے ایام کا اتنا ہی شمار کر کے (روزے رکھے) (بقرہ پارہ ۲)

وَأَمَّا الْأَحَادِيثُ فَقَدْ تَقَدَّمَتْ فِي الْبَابِ الَّذِي قَبْلَهُ۔

امام نووی فرماتے ہیں اور احادیث کا اکثر حصہ پہلے باب میں گذر چکا ہے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ "كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ فَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ: إِنِّي صَائِمٌ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا: إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ، وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَهٰذَا لَفْظُ رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ۔ وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: يَتْرُكُ طَعَامَهُ، وَشَرَابَهُ، وَشَهْوَتَهُ

وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ: قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ: يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجْلِي لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ وَلَخُلُوفُ فِيهِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ"۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ آدمی کا ہر عمل اسی کا ہے سوائے روزہ کے کہ وہ میرا ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ ایک ڈھال ہے پس آدمی کو چاہیئے کہ روزہ کے دن بے ہودہ باتیں نہ بکے اور شور و شغب نہ کرے اور اگر کوئی اس کے ساتھ گالم گلوچ، یا جھگڑا کرے تو (اس سے) کہدے کہ میں روزے سے ہوں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالےٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے، اور روزہ والے کے لئے دو خوشیاں ہیں، جو اس کو حاصل ہوں گی ایک تو افطار کے وقت خوش ہوتا ہے، اور دوسری خوشی اس وقت ہوگی جب وہ اپنے رب سے ملے گا اس وقت اپنے روزے سے خوش ہوگا۔ (بخاری ومسلم) اور یہ الفاظ بخاری کے ہیں، اور بخاری کی ایک روایت میں ہے، کہ روزہ دار میری وجہ سے کھانا، پینا اور اپنی خواہش کو چھوڑتا ہے (لہٰذا) روزہ میرے لئے ہے، اور میں ہی اس کی جزا دوں گا (اور باقی) نیکیوں کا ثواب دس گنا ہوگا اور مسلم کی ایک روایت میں ہے، کہ آدمی کے ہر عمل کا ثواب بڑھایا جاتا ہے، ایک نیکی کا ثواب دس گنا ہوتا ہے، سات سو گنے تک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، مگر روزہ (کہ اس کے ثواب کی کوئی حد نہیں) کیونکہ خاص میرے لئے ہے، اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا، روزہ دار میرے لئے اپنی خواہش اور کھانا ... اور روزہ دار کے لئے دو

خوشیاں ہیں، ایک خوشی افطار کے وقت اور دوسری خدا سے ملاقات کے وقت ہوگی، اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کو مشک کی خوشبو سے زیادہ پسند ہے۔

وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ نُودِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلٰوةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلٰوةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا عَلَى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا: فَقَالَ: "نَعَمْ وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ جو شخص راہ خدا میں کوئی جوڑہ (کسی چیز کا) خیرات کرے گا، اس کو جنت کے دروازہ سے یہ کہہ کر بلایا جائے گا، کہ اے اللہ کے بندے یہ دروازہ تیرے لئے بہتر ہے، چنانچہ نمازیوں کو باب نماز سے بلایا جائے گا۔ اور مجاہدین اسلام کو جہاد کے دروازہ سے بلایا جائے گا اور جو روزے دار ہوں گے، ان کو باب الریان (تر و تازگی کا دروازہ) سے بلایا جائے گا) اور صدقہ کرنے والوں کو صدقہ کے دروازہ سے بلایا جائے گا (یہ حدیث سُن کر) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ اس شخص کے لئے جو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے۔ اس کی کوئی حاجت تو نہیں ہے۔ پھر بھی کیا کوئی شخص ان تمام دروازوں سے بھی بلایا جائے گا؟ آپ نے فرمایا۔ جی ہاں! اور مجھ کو امید ہے کہ تم ان ہی لوگوں میں سے ہوگے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ عَبْدٍ يَصُومُ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ إِلَّا بَاعَدَ اللّٰهُ بِذٰلِكَ الْيَوْمِ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۱ | ۱۴ر رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ بمطابق ۷ر جنوری ۱۹۶۶ء | شمارہ ۲۴


# صدر ایوب کا دورۂ افغانستان

صدر ایوب افغانستان کے دو روزہ سرکاری دورے پر یکم جنوری کو کابل جا رہے ہیں ــــ اس دورے کی تکمیل کے بعد وہ ۳ر جنوری کو پشاور آئیں گے اور ۴ر جنوری کو بھارتی وزیر اعظم سے ملاقات کے لئے تاشقند روانہ ہو جائیں گے ویسے تو عام حالات میں بھی کسی سربراہِ مملکت کا غیر ملکی سرکاری دورہ سیاسی اہمیّت سے خالی نہیں ہوتا۔ لیکن موجودہ حالات میں اس دورہ کی سیاسی اہمیّت بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ کیونکہ صدر ایوب کو اس ملاقات کے معاً بعد روسی وزیر اعظم کی دعوت پر تاشقند کے مذاکرات میں شریک ہونا ہے۔ اور بھارتی وزیر اعظم کو بھی کابل ہی سے گذر کر تاشقند پہنچنا اور اسی راستے سے واپس پہنچنا ہے مزید برآں صدر ایوب کے رفقائے سفر کی فہرست بھی اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ یہ دورہ امتیازی اہمیت کا حامل ہے۔

جہاں تک پاکستان اور افغانستان کے باہمی تعلقات و روابط کا معاملہ ہے وہ بتدریج بہتر ہو رہے ہیں۔ ماضی کی بہت سی تلخیاں پچھلے چند سالوں میں چھٹ چکی ہیں اور دونوں ملکوں کے سیاسی اور تجارتی تعلقات میں خوشگوار تبدیلیاں رُونما ہو چکی ہیں جن کی وجہ سے یقین کیا جاتا ہے کہ صدر ایوب کا یہ دورہ دونوں ملکوں کے تعلقات اور روابط میں مزید استحکام اور مضبوطی کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔

یہ ٹھیک ہے کہ بھارتی حکمران پاکستان اور افغانستان کے تعلقات کو کشیدہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے رہے ہیں، کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ قیامِ پاکستان کے بعد تو بھارتی رہنماؤں کو اس ناپاک مقصد کے حصول میں کچھ کامیابی بھی حاصل ہو گئی تھی۔ لیکن ہمیں اس حقیقت کا کھلے دل سے اعتراف ہے کہ تلخی و کشیدگی کے انتہائی نازک دور میں بھی افغانستان نے کبھی مقبوضہ کشمیر پر بھارت کے غاصبانہ تسلّط کو تسلیم نہیں کیا اور ہمیشہ یہی کہا کہ کشمیر کی قسمت کا فیصلہ صرف کشمیری عوام کر سکتے ہیں اور اس مسئلہ کو فقط حق خود اختیاری ہی کی بنیاد پر حل ہونا چاہیئے ــــ پھر موجودہ جنگ کے دوران بھی افغانستان کا رویّہ پاکستان کے حق میں بڑا حوصلہ افزا رہا ہے ــــ کون نہیں جانتا کہ بھارت نے اپنی پوری طاقت سے پاکستان پر جارحانہ حملہ کیا تھا اور پاکستان کو بظاہر ایک سخت مشکل سے دوچار کر دیا تھا لیکن افغانستان نے پاکستان کی اس پریشانی سے فائدہ اٹھانے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ اور نہ ہی افغان حکمرانوں میں سے کسی نے بھارتی مؤقف کی حمایت میں کوئی بیان دیا ــــ اس کے برعکس پشاور کی شہری آبادی پر بھارتی بمباری کے خلاف افغانستان نے شدید احتجاج کیا۔ اور جنگ کے دوران اُس کی ہر مسجد میں پاکستان کی فتح و نصرت کے لئے دن رات دعائیں مانگی گئیں۔ علاوہ ازیں وہاں سے آمدہ اطلاعات صاف طور پر اس امر کی عکّاسی کرتی ہیں کہ جنگ کے دوران پاکستانی جوانوں کی بہادری اور بے مثال جرأت و ایثار کے کارناموں نے افغانی عوام کے دلوں پر گہرے نقوش چھوڑے ہیں، وہ جرأت و شجاعت کے ان شاندار مظاہروں سے بے حد متاثر ہوئے ہیں۔ اور بھارت کے غدارانہ و بزدلانہ حملہ کی کھلم کھلا مذمت کرتے ہیں ــــ کیوں نہ ہو پاکستان اور افغانستان اسلامی اخوّت کے اُس مضبوط اور لازوال رشتے میں جکڑے ہوئے ہیں جو کبھی کمزور نہیں ہو سکتا ــــ مزید برآں جب صدر ایوب کے ذریعہ ہمارے افغان بھائیوں کو بھارت کے غدارانہ حملے کی تفصیلات معلوم ہونگی اور ان کے سامنے مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوجیوں اور جن سنگھی درندوں کے ہاتھوں مجبور و بیکس مسلمان مردوں اور عورتوں کے وحشیانہ قتلِ عام اور بے حرمتی کی روئداد بیان ہو گی تو اُن کے دلوں میں اسلامی اخوّت و غیرت کا جذبہ اور بھی شدّت سے ابھرے گا۔ اور وہ ضرور ایسے اقدامات پر غور کریں گے جن کو بروئے کار لا کر ہندوستان کو دانش مندی کی راہ پر ڈالا جا سکے ــــ بہرحال ہمیں توقع ہے کہ صدر پاکستان کے دورۂ افغانستان سے دونوں ملکوں میں دوستی کے ایک نئے دور کا آغاز ہوگا۔ اور ان کے درمیان رشتۂ محبت و اخوّت انشاء اللہ روز بروز گہرا ہوتا چلا جائے گا۔

## تاشقند کانفرنس

**اصغر نثار قریشی**

جب تک کہ بہ اخلاص ملاقات نہ ہو گی
تسکین فزا صورتِ حالات نہ ہو گی

دھندلائے ہوئے شیشے میں دیکھا نہیں جاتا
دل صاف نہ ہوں گے تو کوئی بات نہ ہو گی

کی جائے اگر خُلق و مروّت کی بنا پر
بے سود یقیناً وہ ملاقات نہ ہو گی

کشمیر کی وادی میں جو ہو جائے اُجالا
پھر امن کی دنیا میں کبھی رات نہ ہو گی

پھر کوئی نہ روئے گا ستمگر کی جفا پر
مظلوم پہ پھر یورشِ آفات نہ ہو گی

تم دل سے بڑھاؤ تو سہی دستِ تعاون
اس سمت بھی کم گرمیٔ جذبات نہ ہو گی

گر رہنما جنگ نہ کرنے کا کریں عہد
اقوام کو پھر حاجتِ آلات نہ ہو گی

آغا شورش کاشمیری

# نچیّے اور گوّیے

نفسِ امارہ کے منچلے جنہیں گانے بجانے اور نچانے کی اسفل روایتوں کے سوا کسی اخلاقی قدر سے دلچسپی نہیں اور جو آرٹ کے نام پر چشم و نفس کے ہر گناہ کے لئے تیار رہتے ہیں آج کل اس فکر میں ہیں کہ محاذوں پر گویّا اور نچیّا طائفے لے جائیں یا الفلاح (نام ملاحظہ ہو) کے عوامی مرکز میں ثقافتی شو کریں یا برٹ وغیرہ میں اس کا ڈول ڈالیں۔ غرض اس کنجر خانے کو مہذب کرنے کے لئے انگریزی زبان میں بہت سے الفاظ ہیں اور یہ "نفوس قدسیہ" جنہیں اور کوئی کام نہیں اس قسم کے مواقع کی ٹوہ میں رہتے ہیں۔ کوئی عمارت بنتی ہو یہ نکل آتے ہیں، کوئی وبا پھوٹے ان کی رگ پھڑکتی ہے، کوئی تعمیر ہو انہیں ابال آتا ہے۔ یہ جنگ جو بہ قول صدر مملکت لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے لڑی گئی ہے اور جس میں شریک ہونے والے فوجی — افسر ہوں یا ماتحت — ہمیں قرونِ اول کے مجاہدوں کے پیرو معلوم ہوتے ہیں اور ہم ان کے چہروں پر خواجۂ کونینؐ فداہ اُمّی و ابی کے جانثاروں کی ہمت و غیرت کا پرتو دیکھتے ہیں

ہماری یہ عدیم المثال دولت جس کا نام فوج ہے اپنی فتح یابی کو اللہ کی رحمت قرار دیتی ہے۔ لیکن زیرِ بحث نچیّوں اور گویّوں کا ٹولہ مضطرب ہے کہ محاذوں پر پہنچے اور فوجیوں کو اپنی دلفریب نرتوں سے بزم خویش خوش و خرم کرے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ نفس کے ان عیاشوں نے اس بازار کی پتنگوں کے نام بیگم اور خانم رکھ دئے ہیں اور ان کو اپنے ساتھ اس طرح لئے پھرتے ہیں جس طرح یہ واقعی بیگمات ہوتی ہیں۔ ہم آوازِ خوش اور لطافتِ طبع کے مخالف نہیں، ان کی زندگی میں واقعی رونق پیدا ہوتی ہے۔ لیکن اس بات کے قرآن و اسلام کی رُو سے سخت مخالف ہیں کہ رنڈیوں اور مراثنوں کو ملکہ بنا دیا جائے اور اس بات کو بالالتزام پیش کیا جائے کہ ان کا فعل بھی گویا حکم جہاد میں داخل ہے۔

ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر اس قسم کے کنسرٹوں کا کتنا روپیہ جمع ہوتا ہے۔ البتہ بعض گذشتہ مشاہدات کی بناء پر یہ ضرور معلوم ہے کہ جو رقم جمع ہوتی ہے۔ اس کا تین چوتھائی منتظمین اخراجات میں وضع کر لیتے ہیں اور باقی ایک تیسری رقم اصل مد میں جاتی ہے۔

ہمیں ذاتی طور پر معلوم ہے کہ صوبہ کے گورنر اس قسم کے مجروں اور ان کی ہمجولیوں کے سخت خلاف ہیں لیکن جن لوگوں کا یہ شیوہ ہو چکا ہے وہ کسی کونے کھدرے سے اس قسم کے کھڑاگ ضرور رچا لیتے ہیں جن لوگوں کے سامنے نہ اللہ کا خوف ہو، نہ رسولؐ کی شرم، نہ ملک کی عزت اور نہ غیرت کا تقاضا وہ ان الفاظ اور ان کی سرزنش کو کب خاطر میں لاتے ہیں۔ لیکن یہ لوگ اپنے افعال و اعمال کو اپنے دوائر تک محدود رکھیں تو بہتر ہے۔ انہیں یہ حق مطلقاً نہیں پہنچتا کہ ملک و قوم کے نام پر اسی قسم کا ناٹک رچائیں اور ان مقدس محاذوں پر طائفوں کے طائفے لے جا کر ناچنے کا تصوّر کریں جہاں ہمارے شہیدوں کا لہو، ہمارے سپاہیوں کے قدم اور ہماری تکبیروں کا غلغلہ موجود ہے۔ مسلمان سپاہی کی تعریف یہ ہے کہ وہ عابد بھی ہے اور مجاہد بھی۔ مصلیٰ اور تلوار کی جگہ طاؤس و رباب نہیں لے سکتے ہیں۔ (بشکریہ چٹان)

# بہارِ صحابیاتؓ

محمد رمضان بورسٹل سکول بہاولپور

جنگ احد کا واقعہ ہے کہ بنو دینار کی ایک صحابیہؓ نے جس کا باپ خاوند اور بھائی سب شریک جنگ تھے۔ جب افواہ پھیل گئی۔ کہ نعوذ باللہ رسولِ پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم شہید ہو گئے ہیں۔ وہ صحابیہؓ یہ خبر سنتے ہی فرطِ الم سے بیتاب ہو کر شہر سے باہر آ بیٹھیں۔ اور واپس آنے والے ہر مسلمان مجاہد سے رسول اللہ کی بابت دریافت فرمائیں کہ وہ کیسے ہیں۔ اور کہاں ہیں۔

ایک صحابی جو جنگ سے واپس تشریف لا رہے تھے نے کہا۔ کہ آپ کا باپ شہید ہو گیا صحابیہ نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا اور پوچھا کہ بتاؤ رسول اللہؐ کیسے ہیں۔ صحابی نے کہا۔ کہ پیچھے تشریف لا رہے ہیں۔ دوسرے صحابی آئے تو پھر بھی دریافت کیا تو جواب ملا کہ آپ کا خاوند جامِ شہادت نوش کر چکا ہے۔ صحابیہؓ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا اور رسول اللہؐ کے بارے میں دریافت کیا۔ اور پھر وہی جواب ملا کہ رسول اللہؐ پیچھے تشریف لا رہے ہیں۔ اسی طرح تیسرے اصحابی سے دریافت کیا۔ کہ رسولِ پاکؐ کیسے ہیں۔ اس نے صحابیہؓ کے بھائی کی شہادت کی خبر دی۔ مگر وہ عاشقِ رسول ہر بار اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھنے کے بعد صرف رسول اللہؐ کی بابت دریافت فرمائیں۔ آخر ایک صحابی نے کہا کہ وہ سامنے تشریف لا رہے ہیں۔

جونہی صحابیہؓ کی نظر رسول اللہؐ پر پڑی۔ تو ان کا چہرہ مسرت سے چمک اٹھا۔ گویا اسے باپ خاوند اور بھائی سب بھول گئے۔ اور فرطِ محبت سے صحابیہؓ کے منہ سے یہ الفاظ نکلے۔

اے اللہ کے رسولؐ آپ کی زیارت سے تمام مشکلات دور ہو گئیں۔ اور شکر ہے۔ کہ آپؐ زندہ اور صحیح سلامت ہیں۔

جنگ احد میں مسلمانوں کا کافی نقصان ہوا تھا جب شیریں بیان قاری حضرت مصعب بن عمیر شہید ہوئے تو ان کی بیوی نے جن کا بھائی اور ماموں پہلے شہید ہو چکے تھے۔ خاوند کی لاش کو دیکھ کر تڑپ اٹھیں اور چیخ مار دی۔ یہ بشری تقاضا تھا۔ رسولِ پاکؐ نے فرمایا دیکھو حمنہ کے دِل میں شوہر کی کتنی محبت ہے۔ مائی صفیہ، حضرت حمزہ کی بہن جب اپنے بھائی حضرت حمزہ کی لاش دیکھنے آئیں۔ تو ان کے بیٹے نے روکنا چاہا۔ تو مائی نے کہا۔ بیٹا مجھے معلوم ہوا کہ لاش بگاڑ دی گئی ہے۔ لیکن میں ہرگز نہیں چلاؤں گی۔ صرف دعا پڑھوں گی۔ اسی جنگ میں اسی جگہ حضرت فاطمۃ الزہرا نے رسولِ پاکؐ کی پیشانی مبارک کے زخم کو بوریا جلا کر بند کیا تھا۔ اور عائشہ صدیقہؓ دیگر صحابیات نے زخمیوں کو پانی پلایا اور تیمار داری کی تھی۔

جنگِ خندق کا واقعہ ہے۔ جب کہ تمام عرب قبائل مدینہ پر چڑھ آئے اِدھر حضور پاکؐ نے بھی صحابہؓ کبار سے مشورہ کیا۔ اور حضرت سلمانؓ کی تجویز پر مدینہ کے اردگرد دفاعی خندق کھدوائی۔ اور ساتھ ہی مدینہ کے یہودیوں سے معاہدہ بھی کیا: تاکہ وہ غیر جانب دار رہیں۔ اور کفار کی امداد نہ کریں۔ لیکن وہ یہودی در پردہ کفار کی مدد کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ جب جملہ مسلمان مصروف پیکار تھے۔ تو یہودیوں نے میدان خالی دیکھ کر مسلمان مستورات کے قلعے

(باقی صفحہ ۶ پر)




۱۴ر رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ مطابق ۳۱ر دسمبر ۱۹۶۵ء

# ماہ رمضان المبارک اور قرآنِ کریم

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: اما بعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم:
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: —

شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ۝

ترجمہ: رمضان کا وہ مہینہ ہے۔ جس میں قرآن اتارا گیا۔

## حاشیہ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ

حدیث میں آیا ہے کہ صحفِ ابراہیمی اور تورات اور انجیل سب کا نزول رمضان ہی میں ہوا ہے۔ اور قرآن شریف بھی رمضان کی چوبیسویں رات میں لوح محفوظ سے اول آسمان پر سب ایک ساتھ بھیجا گیا۔ پھر تھوڑا تھوڑا کرکے مناسب احوال آپ پر نازل ہوتا رہا۔ اور ہر رمضان میں حضرت جبرئیل علیہ السلام قرآن نازل شدہ آپ کو مکرر سنا جاتے تھے۔ ان سب حالات سے رمضان کے مہینے کی فضیلت اور قرآن مجید کے ساتھ اس کی مناسبت اور خصوصیت خوب ظاہر ہوگئی۔ اسی لئے اس مہینے میں تراویح مقرر ہوئی۔ پس قرآن کی خدمت اس مہینے میں خوب اہتمام سے کرنی چاہئے کہ اسی واسطے مقرر اور معین ہوا ہے۔

## حاشیہ شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا احمد علی صاحب قدس سرہٗ اس آیت کے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

ماہِ رمضان میں تین چیزیں مقصود نظر آتی ہیں۔ اوّل، گھروں میں مذہبی تعلیم پھیلانا۔ دوم، قانون مذہب اور روح مذہب کا پابند بنانا۔ سوم، انتظام قائم کرنا۔ جملہ معترضہ اقوام عالم میں ایک دستور معلوم ہوتا ہے کہ جس زمانہ میں جس قوم پر کوئی نعمت نازل ہو اس وقت اور اس دن میں اس کی سالگرہ مناتے ہیں بطور خوشی کرتے ہیں۔ مسلمانوں پر نزولِ قرآن ایک نعمت عظمیٰ ہے۔ اور اس کا نزول ماہِ رمضان میں ہوا۔ لہٰذا قرآن حکیم کی سالگرہ رمضان المبارک میں منائی جاتی ہے اور اس میں قرآن پاک کو دوہرایا جاتا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کا نصاب تعلیم قرآن، زمانۂ تعلیم رمضان اور طریقۂ تعلیم صلوٰۃ التراویح ہے۔ واللہ اعلم۔

بزرگانِ محترم!

ہر شخص جانتا ہے کہ قرآن مجید یوں تو تھوڑا تھوڑا نازل ہوا۔ اور تیئیس سال کے عرصہ میں مکمل ہوا۔ لیکن جیسا کہ مذکورہ بالا آیات اور حاشیوں سے ظاہر ہے اس کی ابتداء اس مقدس مہینے ماہ رمضان سے ہوئی۔ اور قدر کی رات کو یہ نازل ہوا۔ چنانچہ اللہ تعالے نے اس کی یادگار قائم رکھنے کے لئے اس میں روزے فرض کر دئے۔ اس طرح رمضان المبارک کا مہینہ گویا قرآن عزیز کی سالگرہ کا مہینہ ہے۔ اسی لئے اس میں زیادہ سے زیادہ قرآن پاک پڑھا جانا چاہئے۔

جبرئیل امینؑ بھی اسی مہینے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرآن پاک کا دَور کیا کرتے تھے۔ احادیث میں آیا ہے۔ کہ سال میں جس قدر قرآن مجید نازل ہوچکا ہوتا رمضان المبارک میں جبرئیل امینؑ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آکر سناتے تھے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا سال آیا تو اس سال قرآن مجید دُوبار سنایا گیا۔

## لاجواب تحفہ!

ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ قرآن عزیز اللہ تعالےٰ جل شانہٗ کا لاجواب تحفہ ہے۔ جو امتِ مسلمہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے عطا ہوا یہ تحفہ ہماری روحانی بیماریوں کے لئے نسخۂ شفا اور زندگی کے ہر گوشے کے لئے مکمل دستورِ حیات ہے — یہ تحفہ ایسا انمول تحفہ ہے کہ جو نوعِ انسانی کے لئے کامل ہدایت نامہ ہونے کے باعث یہاں بھی کام آتا ہے، قبر میں بھی کام آئے گا اور حشر میں بھی ساتھ دے گا۔

چونکہ یہ تحفہ رمضان المبارک کے مہینے میں اللہ ربُّ العزت کی طرف سے اس امت کو ملا۔ اس لئے رمضان المبارک کے ساتھ اسے خاص تعلق ہے۔ چنانچہ اس تعلق کے پیش نظر اس تحفے کی اس ماہِ مبارک میں زیادہ سے زیادہ قدر ومنزلت کرنا ہمارا خصوصی فرض ہے۔

قرآن عزیز کی قدر ومنزلت زیادہ سے زیادہ اسی صورت میں ہوسکتی ہے کہ ہم اسے زیادہ سے زیادہ تلاوت کریں۔ اس کے معانی ومطالب پر غور کریں۔ اس میں بیان کردہ ہدایات کو عملی جامہ پہنائیں۔ اور خداوند قدوس کے اس پیغام آخرین کو پورے جوش وخروش اور خلوص ومحبت کے ساتھ دوسرے لوگوں تک پہنچائیں۔

## واعظِ صامت اور واعظِ ناطق

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور تصنیف کیمیائے سعادت میں ایک حدیث کے حوالے سے تحریر فرمایا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار فرمایا کہ آدمیوں کے دلوں کو بھی لوہے کی طرح زنگ لگ جاتا ہے صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ زنگ دُور کیسے کیا جاسکتا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "موت کو یاد کرنے اور تلاوت قرآن سے" مزید فرمایا کہ جب میں دنیا سے جاؤنگا تو تم لوگوں میں دو واعظ چھوڑ جاؤں گا جو تم کو راہِ راست پر لاتے رہیں گے۔ ایک واعظِ صامت (خاموش وعظ کہنے والا) دوسرا واعظِ ناطق۔ (بولنے والا واعظ) یاد رکھو واعظ صامت موت ہے اور واعظِ ناطق قرآن عزیز ہے۔

## تلاوتِ قرآن کے آداب

حجۃ الاسلام امام شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ حجۃ اللہ البالغہ میں قرآن عزیز کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ تلاوتِ قرآن کی روح یہ ہے کہ انسان نہایت ذوق وشوق اور تعظیم کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی طرف متوجہ ہو۔ اس کے مواعظ میں غور وفکر کرے، اس کے احکام میں اطاعت کا

شعور طلب کرے۔ اس کی مثالوں اور قصص سے عبرت پکڑے۔ اور جب اللہ کی کسی آیت، صفات اور اس کی نشانیوں پر سے گذرے تو سبحان اللہ کہے اور جنت اور رحمت کی آیت تلاوت کرے تو اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل وکرم کا سوال کرے۔ اور جب دوزخ اور غضب کی آیت پر سے گذرے تو اس کی پناہ مانگے۔

## قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سے ایک حرف بھی پڑھا تو اسے اس کے بدلے میں ایک نیکی ملے گی۔ اور ایک نیکی کا اجر دس نیکی کے برابر ملتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف، لام ایک حرف اور میم ایک حرف ہے۔ اس روایت کو ترمذی نے نقل کیا ہے یہی نہیں بلکہ کتب احادیث کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ نہ صرف قرآن مجید کا پڑھنا ثواب ہے بلکہ قرآن کی طرف دیکھنا، قرآن کو چھونا اور قرآن کا سننا بھی سنت ہے۔

## عمل بالقرآن سے دنیا میں سربلندی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کتنے ہی لوگوں کو اس کتاب قرآن مجید کی وجہ سے سربلند کرتا ہے اور کتنے ہی لوگوں کو پست و ذلیل کرتا ہے۔ (مسلم شریف)

(پست و ذلیل وہ ہوتے ہیں جو قرآن عزیز کے احکام دینوی پر عمل نہیں کرتے، اور سربلند و سرفراز ہوتے ہیں جو قرآن حکیم کے احکام کو بجا لاتے ہیں)

## قبر میں فائدہ!

سورۃ الٓمٓ تنزیل اور سورۃ مُلک کے بارے میں آتا ہے کہ یہ سورۃ اپنے صاحب کی طرف سے قبر میں جھگڑا کرتے ہوئے کہے گی۔ اے الہ العالمین! اگر میں تیری کتاب میں سے ہوں۔ تو اس شخص کے بارے میں میری سفارش قبول فرما۔ اور اگر میں تیری کتاب میں سے نہیں ہوں تو مجھے اس سے مٹا دے۔ اس کے بعد یہ سورۃ ایک پرندے کی طرح اس مرنے والے کے اوپر اپنے پر پھیلا دے گی اور اس کی سفارش کرے گی۔ اور عذاب قبر کو اس سے روک دیگی۔ (مشکوٰۃ شریف)

## میدانِ حشر میں شفاعت

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ قرآن مجید کو پڑھتے رہو۔ یقیناً یہ اپنے اصحاب کے لئے شفیع بن کر آئے گا۔ (مشکوٰۃ شریف)

## حافظِ قرآن کا درجہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے۔ کہ (قیامت کے دن) صاحب قرآن سے کہا جائے گا۔ کہ قرآن شریف پڑھتا جا اور (جنت کے) مقامات کی طرف چڑھتا جا۔ اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ، جیسا کہ تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرتا تھا۔ پس تیرا مرتبہ وہی ہے جہاں آخری آیت پر پہنچے۔ گویا قرآن پاک کی ہر آیت جنت میں ایک درجہ بڑھاتی جائے گی۔

## نزولِ رحمت!

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرمایا ہے کہ کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں مجتمع ہو کر تلاوت کلام پاک اور اس کا دور نہیں کرتی مگر ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے۔ ملائکہ رحمت ان کو گھیر لیتے ہیں اور حق تعالیٰ شانہ ان کا ذکر ملائکہ کی مجلس میں فرماتے ہیں۔

محترم حضرات!

اندازہ فرمایئے کہ تلاوت قرآن اور عمل بالقرآن کے کس قدر فوائد حاصل ہوتے ہیں اور کس طرح رحمت خداوندی قرآن پڑھنے والے پر نچھاور ہوتی ہے؟ لیکن صد افسوس کہ ہم تلاوت قرآن کی طرف پوری توجہ نہیں دیتے اور اس طرح رحمت الٰہی کی موسلا دھار بارش سے محروم رہ جاتے ہیں۔

یاد رکھیئے! کہ قرآن عزیز رمضان المبارک میں نازل ہوا تھا اور ان ایام رمضان کی دو عبادتیں خاص ہیں۔ (۱) دن کو روزہ رکھنا (۲) رات کو قیام کرنا۔ رات کو تراویح میں قرآن کا سننا سنانا اور زیادہ سے زیادہ تلاوت قرآن میں مشغول رہنا۔

چنانچہ

روزہ اور قرآن دونوں ہی حشر کے میدان میں اپنے صاحب کی شفاعت کریں گے

حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزے اور قرآن محشر کے دن بندے کے لئے سفارش کریں گے۔ روزہ کہے گا۔ "اے میرے رب! میں نے اسے دن کے وقت کھانے اور شہوات نفسانی سے روکے رکھا۔ پس اب میری سفارش اس کے بارے میں قبول فرما لیجئے۔" اور قرآن کہے گا۔ "اے پالنے والے! میں نے اسے رات کو سونے سے روکے رکھا تھا۔ پس میری شفاعت قبول کر لیجئے۔" چنانچہ ان دونوں کی سفارشیں قبول کر لی جائیں گی۔

## حاصل

اس حدیث سے یہ نکلا کہ رمضان اور قرآن عزیز کا تعلق بروز محشر بھی قائم رہے گا اور یہ وہاں بھی سفارش کریں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دونوں کا حق ادا کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

## بقیہ: بہادر صحابیات

کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ یہ کس قدر کمینگی تھی اُدھر مستورات بھی بے خبر نہ تھیں۔ چنانچہ حضورؐ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ نے سب مستورات کو خبردار کیا پہلے تو حضرت حسانؓ بن ثابت کو خبردار کیا مگر وہ بیمار تھے۔ خود ہی آگے بڑھیں۔ اور ایک بانس یہودی کے سر پر اس زور سے دے مارا اور وہیں ڈھیر ہو گیا۔ اور اس کے باقی ساتھی بھی بھاگ گئے۔ چنانچہ حضرت صفیہؓ نے پھر خود ہی تلوار لے کر یہودی کا سر قلم کیا۔ اور قلعہ کے باہر یہودیوں کی طرف پھینک دیا۔ اس سے یہودی اتنے خوف زدہ ہوئے کہ پھر انہیں ادھر کا رخ کرنے کی جرات تک نہ ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا۔ تو آپؐ بہت خوش ہوئے۔

---

آگیا ہے ماہِ رمضان رحمتِ یزداں لئے
مومنوں کے واسطے اک مژدۂ فرحاں لئے
ہر بیماری دُور ا نور کیوں نہ ہو اس ماہ میں
جبکہ رمضاں آگیا ہر درد کا درماں لئے

عبدالرحمٰن صاحب لودھیانوی شیخوپورہ

# قیام اللیل فی رمضان

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ۔ (مسلم)

ترجمہ: جو شخص از روئے ایمان وطلب ثواب کے لئے نماز تراویح پڑھے اس کے سب پچھلے گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔

۱۔ حضرت زید بن ثابتؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں چٹائیوں کا ایک حجرہ تیار کیا تھا۔ اور اکثر راتوں میں حضورؐ اس کے اندر نماز ادا فرماتے رہے۔ ایک مرتبہ لوگوں کا اجتماع زیادہ ہوگیا اور آپؐ کو بہت دیر ہوگئی اور نہ ہی آپ کی کوئی آواز سنائی دی۔ اس وجہ سے لوگوں نے مسجد میں کھانسنا شروع کیا تاکہ آپ باہر تشریف لے آئیں۔ اتنے میں حضورؐ باہر تشریف فرما ہوئے۔ اور ارشاد فرمایا کہ تم لوگ یہ حرکت کیوں کرتے ہو۔ مجھ کو خوف ہے کہ کہیں تم پر فرض نہ ہوجائے۔ اگر تم پر فرض کردی گئی تو پھر تم اس کو ادا نہ کرسکوگے لوگو! تمہارے واسطے بہتر یہی ہے کہ علاوہ فرضوں کے باقی نمازیں اپنے مکانوں میں ادا کیا کرو۔

۲۔ حضرت عبدالرحمٰن ابن عبدالقاریؓ کا بیان ہے کہ میں حضرت عمر بن الخطابؓ کے ہمراہ رمضان میں مسجد کو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ہر شخص علیحدہ علیحدہ نماز پڑھ رہا ہے۔ ایک یہاں، دوسرا وہاں، تیسرا ادھر، چوتھا اُدھر اور کچھ لوگ جماعت کے ہمراہ ادا کر رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا اگر میں ان سب کو ایک ہی امام کے پیچھے جمع کردوں تو زیادہ بہتر ہے۔ لہٰذا اس امر کا پختہ ارادہ کرکے سب کو حضرت ابی بن کعبؓ کے پیچھے جمع کردیا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر ہم دوسری شب مسجد کو گئے تو دیکھا کہ سب ایک امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے آکر دیکھا تو بہت محظوظ ہوئے۔ اور کہا۔

"کیا ہی اچھوتا انداز ہے"

۳۔ حضرت سائب بن یزیدؓ کہتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے ابی بن کعب اور تمیم داری کو یہ حکم دیا کہ رمضان میں اکیس رکعتیں لوگوں کو پڑھایا کریں۔ لہٰذا وہ لوگ سو آیتوں والی سورتوں کو پڑھتے۔ حتیٰ کہ ہم لکڑیوں وغیرہ پر تکیہ لگایا کرتے۔ جب ہم نماز سے واپس ہوتے تو فجر کا وقت قریب ہوتا تھا۔ (مشکوٰۃ)

امام بیہقی نے سنن کبریٰ ص ۴۹۶ میں سائب بن یزیدؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں لوگ رمضان میں بیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ اور حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں تو قیام کی شدت کی وجہ سے لاٹھیوں پر سہارا لگاتے تھے۔

نافع حضرت ابن عمرؓ کے مولیٰ کا بیان ہے کہ میں نے تو لوگوں کو ۳۶ تراویح اور تین وتر پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

امام مالکؒ متوفی ۱۷۹ھ کے زمانہ تک مدینہ طیبہ میں ۳۶ رکعتوں کا معمول تھا۔ آپ کے متبعین کا عمل ۳۶ ہی پر ہوتا رہا۔

امام شافعیؒ متوفی ۲۰۴ھ کا بیس پر عمل تھا۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ متوفی ۱۵۰ھ بیس رکعت تراویح کے قائل تھے۔ اور ان کے مقلدین بیس رکعات ہی پڑھتے تھے۔

بغداد میں امام احمد متوفی ۲۳۵ھ بیس رکعتوں کے قائل تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قولاً وفعلاً عدد تراویح کا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ کہتے ہیں جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تراویح کے بارہ میں کوئی معین عدد ثابت ہے جو کم و بیش نہیں ہوسکتا وہ غلطی پر ہے۔

نواب صدیق حسن خاں اہلحدیث لکھتے ہیں اصل نماز تراویح سنت ہے۔ اس لئے کہ ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند راتوں میں اس کو پڑھا ہے۔ پھر اُمت پر شفقت کی وجہ سے اس کو چھوڑ دیا۔ کہ کہیں عام لوگوں پر واجب نہ ہوجائے یا اس کو واجب نہ سمجھ بیٹھیں اور عدد تعین مرفوع روایتوں میں نہیں آئی ہے۔ لیکن صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں جتنی محنت و کوشش کرتے اتنی غیر رمضان میں نہیں کرتے تھے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کی تراویح کا عدد زیادہ تھا (صرف ۱۱ یا ۱۳ نہیں بلکہ بیس یا زیادہ تھا)

## تہجد اور تراویح کی نماز الگ الگ ہے ایک نہیں

تہجد اور تراویح علیحدہ علیحدہ ہیں ایک نہیں دونوں میں فرق کئی وجوہ سے ہے۔

۱۔ تہجد کی مشروعیت مکہ مکرمہ میں ہوئی ہے۔ اور تراویح کی مدینہ طیبہ میں مشروعیت ہوئی۔

۲۔ تہجد کی مشروعیت بنص قرآنی ہوئی ہے۔ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ اور تراویح کی مشروعیت بحدیث سَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهٗ (نسائی) میں نے تمہارے لئے قیام رمضان کو مسنون کیا۔

۳۔ تہجد کی رکعات بالاتفاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول و ماثور ہیں اور وہ زیادہ سے زیادہ مع الوتر ۱۳ اور کم سے کم سات مع الوتر ہیں۔ برخلاف تراویح کے کہ اس کا کوئی معین عدد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں۔ اس واسطے آئمہ مجتہدین میں اختلاف ہے کوئی بیس کہتا ہے کوئی ۳۶ یا زائد کہتا ہے۔

۴۔ تہجد کا وقت سونے کے بعد ہوتا ہے۔ اور تراویح کا وقت عشاء کے بعد ہوتا ہے۔

## بیس تراویح کا ثبوت

عرباض بن ساریہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میری سنت کو اور سنتِ خلفائے راشدین مہدیین کو لازم پکڑو اور اس پر عمل کرو اور داڑھوں میں مضبوط پکڑو۔ (احمد و ابن ماجہ۔ ترمذی۔ ابوداؤد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جیسے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع لازم ہے ایسے ہی سنت خلفائے راشدین کا اتباع ضروری ہے۔ اب جمہور صحابہ کرام ۲۰ تراویح سے کم نہیں پڑھتے تھے۔

۲۔ یزید بن خصیفہ کہتے ہیں کہ حضرت سائب بن یزید فرماتے تھے کہ سب لوگ رمضان کے مہینہ میں حضرت عمر بن الخطابؓ کے زمانہ میں ۲۰ رکعت پڑھتے تھے۔ اور حضرت عثمانؓ بن عفان کے عہد میں اپنی لاٹھیوں پر سہارا لگاتے تھے بوجہ سخت ہونے قیام کے۔

۳۔ یزید بن رُومان کہتے ہیں کہ سب لوگ عمر بن الخطاب کے زمانہ میں رمضان میں ۲۳ رکعت پڑھتے تھے۔

یہ حدیث امام مالک کے مؤطا میں منقول ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے مؤطا کے متعلق حجۃ البالغہ میں صفحہ ۱۰۶ جلد ۱ میں فرمایا ہے۔ امام شافعیؒ نے فرمایا کہ کتاب اللہ کے بعد سب سے صحیح کتاب مؤطا امام مالکؒ ہے اور محدثین کا اتفاق ہے کہ اس میں جتنی روایتیں ہیں سب امام مالک اور اس کے موافقین کی رائے پر صحیح ہیں۔

۴۔ یحییٰ بن سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے حکم دیا ایک آدمی کو کہ لوگوں کو بیس رکعتیں تراویح پڑھائیں (ابوبکر بن ابی شیبہ)

۵۔ حضرت ابی بن کعبؓ رمضان میں لوگوں کو مدینہ طیبہ میں ۲۰ رکعت پڑھاتے تھے اور تین وتر۔ (ابوبکر بن شیبہ)

(باقی ص پر)

حافظ محمد امین صاحب بورسٹل جیل ۔ بہاولپور

# جہاد بالمال

اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَہُمۡ وَ اَمۡوَالَہُمۡ بِاَنَّ لَہُمُ الۡجَنَّۃَ ؕ
بے شک اللہ نے مومنین کے مال و جان کو جنّت کے بدلے میں خرید لیا ہے ۔

جہاد کی کئی قسمیں ہیں ـــــ لیکن بہترین جہاد جہاد بالسیف ہے ۔ آج کل تو تلوار اور تفنگ کی بجائے ایٹم بم اور ٹینک ہیں ۔ اس لئے تلوار سے مراد سبھی ہتھیار ہیں ۔ لہٰذا اس جہاد کی نیت بھی ضرور رکھنی چاہئے ۔ اور بوقت ضرورت مجاہدین میں شامل ہونے کی تمنا کرنی چاہیئے ۔ ورنہ ماشاءاللہ ہماری فوج کے جانباز بھی کافی ہیں ۔ جنہوں نے موجودہ سترہ روزہ جنگ میں لاہور ۔ سیالکوٹ ۔ راجستان ۔ جموں، کشمیر اور مختلف مورچوں پر جان کی بازی لگاکر ملک و قوم کی لاج رکھ لی ہے اور اسلام کا نام زندہ کر دیا ہے بلکہ یوں کہوں گا کہ قرونِ اولیٰ کی یاد تازہ ہو گئی ہے اور مشاہدہ بھی ہو گیا ہے کہ حق و باطل کے معرکوں میں خدا کی نصرت ہمیشہ حق کے ساتھ رہی ہے ۔ اُس کی نصرت کے کچھ تقاضے ہیں ۔ اور وہ تقاضے ایمان و یقین کی پختگی اور عشق و محبت کی سرمستی ہے ۔ اگر یہ تقاضے پورے کر دئیے جائیں تو اس کی غائبانہ رحمت و نصرت ضرور آتی ہے پختہ ایمان والے جانتے ہیں کہ یقین اور محبت کے نشہ میں سرشار مسلمان آگ تک میں کود پڑتے ہیں، ٹینکوں کے نیچے جا گھستے ہیں اور فضاؤں میں پرواز کرکے شاہین و عقاب کی طرح دشمن پر جھپٹتے ہیں ۔ تو ایسے ہی ایمان دار مجاہدین کو تائیدِ ایزدی حاصل ہوتی ہے ۔ یہ نصرت کئی صورتوں میں سامنے آتی ہے ۔ کبھی دلوں کی تسکین اور کبھی دشمن کی بزدلی کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے اور کبھی ظاہری فتح مُنتج ہوتی ہے ۔ اور کبھی مسلمان کم تعداد کے باوجود حوصلہ افزا رہتا ہے اور کبھی کبھی خدا فرشتوں کے نزول اور آندھی مینہ سے بھی امداد کراتا ہے ـــــ بتوفیقِ خدا یہ تقاضے ماشاءاللہ موجودہ سترہ روزہ جنگ میں بہت حد تک پورے ہوئے ۔ اور اسی لئے اللہ کی تائید اور نصرت اُمنڈ کر آئی ہے اور ہمیں فتح ہوئی ہے ۔

لیکن اس کے ساتھ ہی جہاد بالمال بھی جہاد بالسیف کے مترادف ہے ۔ عملی جہاد کے لئے توپ اور گولہ بارود، ہوائی جہاز اور ٹینکوں کی ضرورت ہے ـــ اندازہ کریں کہ ایک لڑاکے جہاز اور ٹینک کی کتنی کتنی قیمت ہے ۔ پھر جانبازوں کے لئے خوراک آرام اور کپڑے کی ضرورت ہے اور زخمیوں کے لئے ادویات درکار ہیں ۔ پھر نقل و حرکت کے اخراجات ہیں ۔ تو گویا میدانِ جنگ میں لڑائی لڑنے کے لئے اور سپلائی کی ہزارہا قسم کی ایسی ایسی ضروریات ہیں کہ خدانخواستہ کسی ایک کی سپلائی رُک جائے ۔ اناج کم ہو جائے، گولہ بارود ختم ہو جائے، ٹینک اور ہوائی جہاز کم ہو جائیں تو یہ بہادر قوم کے شہباز و جان نثار کیا کریں گے پس ان کی ہر قسم کی ضروریات مہیا کرنا، ان کو مسلح رکھنا، خورد و نوش وغیرہ مہیا کرنا قوم کا فرض ہے ۔ سرفروش مجاہدین یہ جو دفاع کے لئے اسلام کے لئے، ملک و قوم کے لئے، ہماری مال و جان اور دین و عصمت کی حفاظت کر رہے ہیں تو ان کو اور ان کے بال بچوں کو ضروریات سے فارغ البال رکھنا بھی ہمارا فرض ہے ۔ تاکہ ملکی خزانہ بھی کم نہ ہو اور جنگی خرچ برداشت ہوتا رہے ۔ ہمارا دفاعی فنڈ زیادہ سے زیادہ ہو تاکہ سب قسم کی ضروریات پوری ہوتی رہیں ۔ اس قسم کے صرفِ مال کو جہاد بالمال کہتے ہیں ۔ اور یہ بھی جہاد بالسیف کے مترادف ہے ۔ پاکستان کی آبادی دس کروڑ ہے ۔ اور اگر ذرا سوچیں تو معمولی بچت سے ہم دس لاکھ روپیہ کے دو ٹینک روزانہ خرید سکتے ہیں ۔ یعنی اگر ایک پیسہ اور وہ ٹیڈی جس کو آج کل فقیر بھی نہیں لیتے، گر پڑے تو کوئی اٹھانا پسند نہیں کرتا ۔ اگر ہم ایک ٹیڈی پیسہ روز جمع کریں تو دس کروڑ کی آبادی دس لاکھ روپیہ روزانہ جمع کر سکتی ہے گویا اس معمولی بلکہ حقیر بچت سے دو ٹینک روزانہ یا ایک ہوائی جہاز خریدا جا سکتا ہے ۔ اندازہ لگائیں کہ اس طرح ہمارا دفاع کتنا مضبوط ہوگا ۔ جنگ اب بھی سر پر منڈلا رہی ہے دشمن گھات میں ہے ۔ وہ بڑا مکار اور عیار ہے اور موقعہ کی تاک میں ہے ۔ جو اعلانِ جنگ کے بغیر حملہ کر سکتا ہے اور کیا اُس سے توقع ہو سکتی ہے اس کے علاوہ کشمیری مہاجرین اور بارڈر ایریا کے متاثر عوام کی ضروریات ہیں ۔ شہیدوں کے ورثاء کی مدد اور ان کے بچوں کی تعلیم و تربیت ہزاروں ضروریات ہیں ۔ جس کی قوم کو فوری ضرورت ہے پھر اَسّی ہزار کشمیری مہاجرین کو آباد کرنا کتنا مشکل کام ہے اور کتنے سرمایہ کی ضرورت ہے ۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دفاعی فنڈ کی ضرورت پڑی ۔ حضورؐ نے جملہ صحابہ کبارؓ سے اپیل کی کہ جو کچھ ہو سکتا ہے پیش کریں تاکہ مجاہدین کے لئے جنگی سامان خریدا جا سکے ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سوچا کہ دیکھیں آج حضرت صدیقؓ کیسے بڑھتے ہیں ۔ چنانچہ حضرت عمرؓ گھر گئے اور جو کچھ گھر میں تھا ہر ایک چیز سے نصف نصف لے آئے ۔ جب حضورؐ کے پاس آئے تو حضورؐ نے پوچھا ۔ عمرؓ! کیا لائے ہو ۔ عرض کیا ۔ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کچھ گھر میں تھا اُس کا نصف لے آیا ہوں ۔ جب حضرت صدیقؓ تشریف لائے تو حضورؐ نے پوچھا ۔ صدیقؓ کیا لائے ہو ۔ عرض کیا ۔ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کچھ گھر میں تھا سب لے آیا ہوں ۔ فرمایا ۔ گھر میں کیا چھوڑا ۔ عرض کی ۔ اللہ اور رسولؐ کی محبت ۔ حضرت عمرؓ پکار اٹھے واقعی صدیقؓ بازی لے گئے ۔ ایک صحابی بہت ہی کم لائے ان کی پونجی تھوڑی تھی ۔ منافقین نے طعنے دئیے مگر خدا اور رسول نے اس کی نیت کے مطابق پونجی پر خیر کثیر کا درجہ دیا ۔ اور شرفِ قبولیت بخشا ۔

غور کریں یہ جو کچھ اس وقت ہمارے پاس ہے خدا کا دین ہے ۔ چاہے تو چھین لے ۔ مال، دولت، نفع، راحت، عزت سب اُسی کا دیا ہے اس کے دئیے سے اگر کچھ دے کر مال و جان بچ رہے، عزت ناموس محفوظ رہے، ملک و قوم سرفراز ہو جائے اور اسلام کا بول بالا ہو تو یہ بڑا ہی سستا سودا ہے ۔

مجھے اعتراف ہے کہ مقدور بھر سبھی امداد کر رہے ہیں ۔ اور کوئی بھی اس معاملہ میں کم چور نہیں ۔ آخر کیوں نہ ہو ۔ جس ملک سے کمایا کھایا اور جس کی بدولت جمع کیا ۔ اگر وہ خود ہی نہ رہا تو مال کہاں رہے گا ۔ سب چھن جائے گا ۔ ماشاءاللہ ہر ایک فرد، جماعت اور تنظیم سبھی اسی جذبہ ایثار سے سرشار ہے ۔ مگر دشمن بھی پَر تول رہا ہے ۔ اور ہمیں مٹانے کے درپے ہے ۔ وہ موقعہ کی تلاش میں ہے ۔ وہ بھی ابوجہل کی طرح مغرور زیادہ ہو گیا ہے کہ کسی کا مشورہ بھی قبول نہیں کرتا ۔ اور افہام و تفہیم کی راہ پر نہیں آتا ۔ یہ اہنسا کے پجاری ـــــ حق خود اختیاری کا ڈھونگ ساری عمر رچاتے رہے ۔ لیکن خود اپنے ہاتھوں یہ حق کشمیری مسلمانوں کو دینے کو تیار نہیں ۔ بلکہ انہی سے ہمدردی کرنے کے صلہ میں پاکستان پر پھر حملہ کرنے کی تاک میں ہے ۔ مگر اُسے یاد رہے کہ ہم مسلمان ہیں ۔ اگر لنکا کے ساحل سے ایک عورت کی فریاد حجاج کو فوج کشی پر ابھار سکتی ہے ۔ تو ہم کشمیریوں کی مدد کیوں نہ کریں ۔ پھر سندھ

ہیں راجہ داہر کے چھکے چھڑانے والے یہی مسلمان تھے۔ شاستری صاحب یاد رکھیں کہ سومنات کا بُت توڑنے والے یہی غزنوی مسلمان تھے۔ پانی پت کے قریب پرتھی راج کو مار بھگانے والے یہی غوری مسلمان تھے۔ اور رانا سانگا کو تہس نہس کرنے والے بھی یہی خدا پرست بابری مسلمان تھے۔ تم بت پرستوں نے کہاں کہاں مار نہیں کھائی۔ کیا مرہٹوں کے دانت کھٹے کرنے والے احمد شاہ ابدالی کے فوجی مسلمان نہ تھے۔ جس نے ہمیشہ کے لئے تمہارے دانت ایسے کھٹے کئے کہ صدیوں سر نہ اٹھا سکے۔ ابھی چند دنوں کی بات ہے کہ وہ مسلمان ہی تھے جنہوں نے لاہور۔ سیالکوٹ۔ قصور۔ راجستان جموں و کشمیر میں تمہارے غرور کو توڑ کر رکھ دیا۔ یہی پاکستانی مسلمان جانباز اور جان نثار تھے جن کی صرف ایک ایک سو کی تعداد نے نو گھنٹے تک ایک ایک بریگیڈ کو روکے رکھا۔ شہید ہو گئے مگر دشمن کو آگے نہ بڑھنے دیا۔ یہی وہ مسلمان ہیں جنہوں نے سیالکوٹ کے محاذ پر جان نثاری کر کے تمہارے کئی سو ٹینک تباہ کئے۔ کیا یہ جاں نثار سیناں ٹو سے کم ہیں۔ جس نے اپنی جان قربان کر کے اور بحری جہاز پرنس آف ویلز کی چمنی میں کود کر اپنے ملک کو ایک آفت سے بچا لیا۔ یاد رکھیں۔ ایسے ہی ہمارے سینکڑوں جان نثار بھی چھاتی پر بم باندھ کر ٹینکوں میں گھس گئے اور صرف تیس جانبازوں کی ضرورت پر سینکڑوں جانباز سینے پر بم باندھنے کے لئے تیار ہو گئے۔ جوڑیاں میں بھارتی فوج کا کیا حشر ہوا۔ اور یہ سب کچھ مسلمانوں کے ہاتھوں ہوا۔ یاد رکھو پاکستان حیدر آباد، گوا کی طرح تر نوالہ نہیں۔ شاستری صاحب ذرا عقل کے ناخن لو۔ سیالکوٹ کے محاذ پر تیس جان نثاروں کی ضرورت پر تین ہزار جان دینے کے لئے نکل آئے۔

**مسلمانو!** جہاد وقت کی ضرورت ہے۔ اور یہ تا قیامت جاری رہے گا۔ صرف جنگ بند ہے جہاد بند نہیں۔ یہ تو قیامت تک جاری رہے گا۔ اس لئے دل کھول کر جہاد بالمال کریں۔ انشاء اللہ پاکستان کا ہر فرد زمیندار، تاجر، ملازم، مرد و زن، بوڑھے، بچے، علماء کرام، سیاسی رہنما سب یک جان ہو گئے۔ یہ بھی خدائی حکمت ہے کہ شاستری نے شرارت کی اور ہم سنبھل گئے ورنہ پہلے ہم خوابیدہ تھے۔ اب کروٹ لے کر جاگ چکے ہیں۔ پس عوامی محاذ بدستور جاری رہنا چاہئے اور اپنے دلوں کے اندر ایثار و قربانی ضرور رہنی چاہئے۔ تھوڑی پونجی بڑا کام کرتی ہے۔ جناب حافظ مظہر الدین صاحب نشانِ راہ میں لکھتے ہیں کہ جنگِ اُحد کے جہاد پر ایک بوڑھی عورت سر کے بال لے آئی اور کہا شاید کسی مجاہد کے اونٹ کی نکیل ٹوٹ جائے۔ تو یہ بال جوڑنے میں کام آئیں۔ پھر کیا تھا مجاہدین کا جوش اور بڑھا، خون کھولا اور کفار کے وہ دانت کھٹے کئے کہ تاریخ میں نام پایا اور سات سو مسلمان تین ہزار کفار پر غالب آئے اس سے پہلے بدر میں تین سو تیرہ ایک ہزار پر چھا گئے — پس جہاد بالسیف کی نیت بھی رکھیں اور کام محنت سے کریں جو کچھ بھی ہو سکے دفاع میں بھی حصہ لیں ہو سکتا ہے کہ ہماری حقیر رقم بھی ملک کی بڑی بڑی ضرورتوں کو پورا کر جائے۔ ایک آیۃ کا ترجمہ اس طرح ہے "اے ایمان والو! میں تمہیں ایک تجارت بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچا لے۔ پس اللہ پر ایمان اور یقین کے بعد اُس کے راستے میں مال و جان کی بازی لگاؤ۔"

وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ۔ اور مال و جان سے اللہ کے راستے میں جہاد کرو۔

یعنی جو لوگ اللہ کے راستے میں اپنے مال اور جان کی قربانی دیتے ہیں جنت انہی کے لئے ہے مزید فرمایا:

جَاهِدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ

اپنے مال اور جان سے جہاد کرو۔

جہاد کی ایک تیسری قسم بھی ہے — وہ جہاد بالنفس ہے۔ اسے جہاد اکبر کہا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان نفس کی خواہشاتِ رذیلہ پر قابو پالے اور صفات حمیدہ اپنے اندر پیدا کرے مادی خواہشات مار دے اور روحانی جذبات پیدا کرے۔ یہ بھی بڑی قربانی ہے کہ ضرورت بھی ہو، حالات سازگار بھی ہوں۔ مگر خدا کے خوف سے منہیات سے بچا جائے۔ مختصر یہ کہ شیطانی خواہشات کو کم سے کم تر کر دیا جائے اور رحمانی صفات زیادہ سے زیادہ پیدا کی جائیں۔ یہی جہاد اکبر ہے۔ جو بڑا ہی مشکل کام ہے — کیونکہ نفس امارہ کو مارنا دل گردے کا کام ہے اسی لئے بڑا جہاد ہے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لئے قلم اور زبان کا جہاد بھی ہے۔

دعا ہے۔ خداوند کریم ہمیں ہر قسم کے جہاد کی توفیق دے۔ اور وقت کی ضرورت کے مطابق مال و جان کی قربانی دینے کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

# ریاض شہید

عبد الحمید شوقؔ

میرے دوست حافظ محمد امین صاحب بورسٹل جیل بہاولپور کے فرزند فلائٹ لیفٹیننٹ ریاض احمد کی یاد میں۔ جو ۲۷؍نومبر ۱۹۶۵ء کو ایک فضائی حادثہ میں سرگودھا کے قریب شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ (شوقؔ)

اپنا ریاض بن گیا جنّت کا ایک پھول
صد شکر اُس کا جذبۂ صادق ہوا قبول

جس سر زمیں پر خون گرا ہے شہید کا
لالہ فشاں ہے آج بھی اُس سرزمیں کی دھول

جاں دے کے خوش نصیب پہ آساں ہو گیا
زادِ سفر سعادتِ دارین کا حصول

ہر چند یہ فراق کا صدمہ شدید ہے
لیکن خدا کی راہ میں یہ بھی ہمیں قبول

پنہاں ہے حادثات میں معراجِ زندگی
یہ زندگی کا راز ہے اس راز کو نہ بھول

اُڑتا رہا بلند وہ شاہینِ خورد سال
گویا فضا میں اُس کا پرندوں میں تھا شمول

لڑتا رہا مشینی نقائص سے دیر تک
لیکن مشینری اطاعت نہ کی قبول

مر کر ریاض زندۂ جاوید ہو گیا
اے زندگی کے حادثو! کرتے ہو کیوں ملول

اُس کو خدائے پاک کی قربت نصیب ہے
اُس کی لحد پہ رحمتِ باری کا ہے نزول

قربان ہو کے قوم پہ اُس نے دکھا دیا
پہنچی اُسے بہشت سے خوشنودیٔ رسول

قلبِ حزیں پہ چوٹ وہ کھائی ہے جس سے شوقؔ
بارِ گراں ہے جادۂ ہستی کا اور طول

★

## اسلام کے قانونِ رحمت کا ایک حصّہ

# جہاد!

سعیدہ پروین ایم اے اسلامیات، لائلپور

اسلام کا تصورِ ذاتِ خداوندی یہ ہے کہ خدا خدائے رحمت ہے اور خدا کا بھیجا ہوّا سچا دینِ اسلام دینِ رحمت ہے۔ چنانچہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم رحمت کا پیغام عام کرنے کے لئے تشریف لائے تھے۔ جو لوگ اسے قبول کرتے تھے وہ داخلِ رحمت ہو جاتے تھے۔ اور جو اسے قبول نہیں کرتے تھے۔ وہ رحمت سے دُور ہٹ جاتے تھے۔ اب اسلام قبول نہ کرنے والوں کے بھی دو حصّے ہو گئے ایک وہ جنہوں نے اسلام قبول تو نہیں کیا مگر مسلمانوں سے متحارب بھی نہیں ہوتے تھے۔ دوسرا طبقہ وہ تھا جو مسلمانوں سے لڑتا اور انہیں ہر طرح کے جانی و مالی نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا۔ پہلے طبقہ کے متعلق اسلام کی تعلیم واضح طور پر یہ تھی۔ کہ ان کے ساتھ حسنِ سلوک کیا جائے اور انہیں بلا وجہ پریشان نہ کیا جائے۔ اللہ تعالےٰ قرآن میں سورۃ الممتحنہ آیت ۸ میں فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ تمہیں اس سے نہیں روکتا۔ کہ وہ لوگ جنہوں نے تم سے لڑائی نہیں کی اور تمہیں گھروں سے نہیں نکالا۔ تم ان سے مہربانی سے پیش آؤ۔ اور ان سے انصاف کرو۔ اللہ تعالےٰ انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتے ہیں"۔

اس آیت سے واضح طور پر معلوم ہو گیا۔ کہ اسلام غیر متحارب غیر مسلم سے حسنِ سلوک اور انصاف کو اپنے رحمت کے پروگرام میں شامل رکھتا ہے۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ برس مکّہ معظمہ میں دینِ حق کو پہنچانے کی کوشش کی لیکن لوگوں کی اکثریت نے اسے قبول نہ کیا۔ اور آخر کار خدا کے حکم سے حضورؐ کو مکہ معظمہ سے مدینہ منوّرہ کی طرف ہجرت کرنا پڑی۔ کفارِ مکّہ نے جو مظالم اہلِ ایمان پر ڈھائے ان کا ذکر کرنے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے لیکن مسلمانوں نے پیغمبرِؐ رحمت کی قیادت میں انتہائی صبر و سکون سے ان مظالم کو سہا۔

لیکن جہاں اسلام دشمن تک سے سلوکِ رحمت سکھاتا ہے۔ وہاں رحمت کا تقاضا یہ بھی تو ہے کہ خود اسلام کے قبول کرنے والوں کی حفاظت کی جائے اور اسی کا دوسرا نام جہاد ہے۔ جہاد کے لفظی معنی جد و جہد یا کوشش کرنا ہیں۔ جہاد فکری، قولی، مالی اور جانی ہر لحاظ سے ہو سکتا ہے حقیقت میں خدا کی راہ میں زندگی وقف کر دینا اور خدا کے ہر حکم اور ارشاد کے تابع ہو کر اس کی رضا حاصل کرنا بھی جہاد ہے۔ قرآن پاک نے قانونِ مدافعت کو خدا کا فضل قرار دیا ہے۔ اور بیان کیا ہے کہ اگر خدا اچھے لوگوں سے بُرے لوگوں کا دفعیہ نہ کرتا تو نظام ارضی فاسد ہو جاتا انفرادی اور اجتماعی زندگی کی قدروں کی حفاظت و اشاعت جہاد ہی سے ہو سکتی ہے۔ کیونکہ ظالم کے سامنے دَب کر جھک جانا نیکی نہیں بلکہ اس کے ظلم کو روک دینا نیکی شمار ہو گی۔ اس لئے جہاں اسلام کے قانونِ رحمت نے مسلمانوں کو عدل و انصاف کی تعلیم دی وہاں جب ان کی دینی ہستی خطرے میں پڑ گئی تو اس کے بچاؤ اور دشمن کے قلع قمع کو نیکی سمجھ کر مسلمانوں کو جہاد کی اجازت دی گئی۔

ترجمہ: اجازت دی گئی ان لوگوں کو جن پر حملہ کیا گیا۔ جن سے جنگ لڑی گئی۔ اس وجہ سے کہ ان پر ظلم ہوّا۔ بے شک اللہ تعالےٰ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔ (قرآن)

اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ

یہ وہ لوگ ہیں جنہیں نکال لیا گیا اپنے گھروں سے بغیر حق کے۔ ان کا قصور یہی تھا کہ انہوں نے کہا۔ اللہ ہمارا رب ہے — اور اگر اللہ تعالےٰ بعض لوگوں کے ذریعے سے بعض کو روک نہ لیتا تو عبادت گاہیں اور مسجدیں جن میں اللہ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے برباد ہو جاتیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے جو اس کی مدد کرتا ہے"۔ قرآن مجید کی ایک آیت میں فرمایا گیا ہے:۔ وَجَاهِدُوْا فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ۔ (سورۂ حج)

ترجمہ: "اللہ کے بارے میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے"۔

ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو مظلومیت کے عالم میں اپنی حفاظت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ظالموں سے لڑنے کی اجازت ضرور ہے۔ لیکن ظلم، بے انصافی اور حد سے تجاوز کرنے کی اجازت قطعاً نہیں۔ ظاہر ہوّا کہ جہاد ایک اہم اصولِ زندگی ہے۔ اس لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔ اَلْجِهَادُ خُلُقِیْ (جہاد میری خصلت ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ وَتُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ۔ (صف)

ترجمہ: اللہ کی راہ میں مالوں کے ساتھ اور جانوں کے ساتھ جہاد کرو۔

جہاد چونکہ حیاتِ اسلامی کا ایک اہم ترین مسئلہ ہے۔ اس لئے اس کی تیاری کی طرف بھی خاص طور پر توجہ دلائی گئی ہے۔ سورۂ انفال میں جس کا نفسِ مضمون ہی جہاد ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

"اور تیاری کرو دشمنوں کے لئے جتنی قوت تم جمع کر سکو اس سے اور کوتل گھوڑوں سے یعنی سامانِ حرب سے تاکہ تم ڈرائے رکھو اللہ کے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو اور دوسروں کو بھی جنہیں تم نہیں جانتے ہو۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے ان کو۔ اور جو کچھ تم خرچ کرو گے اللہ کی راہ میں وہ تم کو پورا پورا عطا کیا جائے گا۔ اور تم پر کسی طرح ظلم نہ ہو گا۔ (آیت ۶۰)

جہاد کی یہ تیاریاں ہر وقت کے لئے ہیں مسلمان خود فتنہ پیدا نہیں کرتا مسلمان اس کا قائل ہے کہ "فتنہ قتل سے بھی زیادہ سنگین ہے مگر فتنے کے مقابلے میں جھک جانے کو گناہ سمجھتا ہے۔ اگر وسائل نہ ہوں تو ہجرت کرتا ہے۔ اور اگر وسائل موجود ہوں تو جہاد فی سبیل اللہ کرتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:۔

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰی لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّیَكُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰهِ۔ (سورۂ انفال)

ترجمہ: ان سے جہاد کرو اس وقت تک کہ فتنہ ختم ہو جائے اور دین اللہ ہی کے لئے ہو جائے۔

مفسرین نے اس سے مراد یہ لی ہے۔ کہ دین اللہ کے لئے آزاد ہو جائے اور شرک، کفر اور ظلم کی دوسری صورتیں اس پر حاوی نہ رہیں۔

غرضیکہ قرآن پاک کا ایک ایک حرف اور ہادیٔ اسلامؐ کا ایک ایک اشارہ جہادِ زندگی کی تلقین کرتا ہے۔ حق کے لئے سینہ سپر ہونا اہلِ اسلام کا فرضِ اوّلین ہے۔ مختصر یہ کہ اسلام کے قانونِ رحمت کا ایک حصّہ جہاد بھی ہے۔ اگر جہاد نہ ہو تو قانونِ رحمت پر عمل کرنے والوں کی حفاظت نہ ہو سکے۔ نعوذ باللہ ظلم و ستم غالب آئے اور دین و ایمان مظلوم و مغلوب ہو جائے۔

---

سن لیں بگوشِ ہوش یہ بھارت کے حکمران
تم سے نشانِ دیں مٹایا نہ جائے گا!
جھنڈا خدا کے نام کا اے حامیانِ شرک
تم جیسوں بزدلوں سے گرایا نہ جائے گا

# بیادِ شیخ الاسلامؒ

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی سابق صدر مہتمم دارالعلوم دیوبند

(مولانا ابوسعید عبدالعزیز قادری مہتمم جامعہ حنفیہ پیغام اسلام لاہور گلبرگ مارکیٹ)

۱۲ر دسمبر ۶۵ء کو تنظیم اہل سنت لاہور کے زیر اہتمام حضرت شیخ الاسلامؒ کی یاد میں بی این آر آڈیٹوریم میں ایک جلسہ عام منعقد ہوا یہ مضمون اسی اجلاس کی ایک تقریر ہے جسے افادہ عام کے لئے ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔

صدر جلسہ! حضرات و خواتین۔ آج کا یہ اجتماع اس لئے بلایا گیا ہے کہ حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی یاد کو تازہ کیا جائے اور اُن کے افکار و خیالات اور ان کے ایمانیات و اسلامیات سے اقتباس حاصل کر کے غور و فکر کیا جائے۔ کیونکہ اس قسم کے اجتماعات سے یہی مقصود ہوتا ہے کہ ایسی ہستیوں کے تذکرے کئے جائیں اور ان کے ماضی سے اپنے مستقبل کی تعمیر کی جائے۔

حضرات! بلا شبہ حضرت علامہ مرحوم تفقہ فی الدین، علم و فضل اور زہد و ورع میں پورے عالم اسلام کے اندر جو مقام رکھتے ہیں وہ موصوف ہی کا حصہ تھا۔ اتنا بڑا عوامی مقرر، اتنا بڑا محدث و فقیہ، اتنا بڑا مفسر و ادیب اور اتنا بڑا عالمِ دین شاید زمانہ بعد میں مہیا نہ کر سکے آپ اسے وقت کا سحبان، وقت کا بخاری و مسلم وقت کا ابو حنیفہؒ و مالکؒ اور اپنے وقت کا رازی کہہ دیں تو بے جا نہ ہوگا —— اسلامی ہند میں اب کون اٹھے گا جو تقریر کے میدان میں بڑھے گا تو ایک تہلکہ مچا دے گا۔ اور تحریر شروع کر دے گا تو فتح الملہم جیسی احادیث نبویہؐ کی الہامی تشریحات کرے گا اور اپنے جلیل القدر استاذ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ کی تفسیر اور قرآن مجید کا ترجمہ و حواشی اور فوائد لکھنے بیٹھے گا تو اپنے عظیم استاذ کے فکر کی بلندیوں کا بہت دور تک ساتھ دیتا چلا جائے گا۔

جب گذشتہ پون صدی میں اسلامی ہند کی سیاسی گتھیاں بہت حد تک الجھ گئیں تو مسٹر جناح مرحوم کی نگاہ انتخاب میں وہی شخصیت سامنے آئی جسے قسام ازل نے اس سلسلہ میں بنیادی کام کرنے کے لئے تیار کر رکھا تھا مولانا موصوف مسلم لیگ کے اسٹیج پر جلوہ گر ہوتے ہیں تو پورے ملک میں مسلم لیگ، پاکستان، ریفرنڈم استصواب رائے عامہ جیسے الفاظ حقیقت بن کے سامنے آجاتے ہیں۔

مستقبل قریب کا مورخ اس بات کو کبھی نہ بھولے گا کہ جب سابق صوبہ سرحد میں پاکستان کے تصور کو مجروح کرنے کی کوشش کی گئی، بنگال کی سیاست کا مسئلہ اُلجھ گیا۔ سابق سندھ و بلوچستان میں مسلم لیگ کی نیا منجدھار میں آگئی تو حضرت شیخ الاسلام کی سحر بیانی، طاقت لسانی، علم و فضل اور سیاسی شعور نے حالات کے دھاروں کا رخ بدل دیا اور مسلم لیگ اور جناح مرحوم کے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے میں مولانا موصوف کی شخصیت کام آئی۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب ۱۹۴۶ء/۴۷ء میں کلکتہ، بہار، پٹنہ، نواکھلی، گڑھ مکتیسر میں کُشت و خون کا بازار گرم ہوا تو آپ نے دیوبند میں ایک جلسہ سے خطاب فرماتے ہوئے کہا کہ مسلمانو! جینا ہے تو مرنے کا گُر سیکھو۔ میں نے یہ شعر موصوف ہی سے سُنا تھا ؎

جو دیکھی ہسٹری میں نے تو مجھ کو یہ یقین آیا
جسے مرنا نہیں آیا اسے جینا نہیں آیا

تقسیم ملک کے بعد جب پاکستان کے دفاع کو خطرہ محسوس ہوا۔ اور دوسری طرف ہندو، انگریز اور انگریز کے لگائے ہوئے پودے کی شاعرانہ چالوں کی وجہ سے کشمیری مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ ہو گیا تو مجبوراً کشمیری مسلمانوں نے جنگ آزادی شروع کر دی تو حضرت علامہ عثمانیؒ ہی تھے جن کی کوششوں سے پورے عالم اسلام کے علماء و مفتیان عظام نے یہ فتویٰ دیا کہ جہاد کشمیر فرض ہے اور پاکستان کا دفاع بھی ایک اہم شرعی مسئلہ ہے۔ اور عالم اسلام کو اس مقدس فرض کی طرف متوجہ کرانے میں حضرت موصوف کا سب سے زیادہ حصہ ہے —— ممکن ہے کہ آج کچھ لوگ اس کے مدعی بن بیٹھے کہ ہماری وجہ سے پاکستان اسلامی ممالک میں روشناس ہوا۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ انہیں شاید دنیا اس حد تک نہ جانتی ہو جتنا کہ حضرت مولانا عثمانیؒ اور ان کے متوسلین کو جانتی ہے۔ اسی پر بس نہیں بلکہ پورے ملک میں جب یہ رَو چلی کہ ہم اسلام کی حکومت اور اسلامی قانون چاہتے ہیں۔ کیونکہ یہ کہا گیا تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا ہے لا الٰہ الا اللہ تو اس میں حیص بیص شروع ہوئی تو اس وقت بھی پاکستان کی مرکزی اسمبلی نے ایک باوقار ممبر کی حیثیت سے آپ کی جدوجہد سے ایک قرارداد پاس ہوئی جو ایک عرصہ تک قرارداد مقاصد کے نام سے پورے پریس اور پلیٹ فارم کا موضوع سخن بنی رہی۔ جس میں حاکمیت اعلیٰ صرف خدائے ذوالجلال کی ذات کو مانا گیا تھا۔ اور ملک کا قانون شریعت اسلامی کے مطابق بنانے اور ڈھالنے کا عہد کیا گیا تھا لیکن افسوس وہ قرارداد بھی لیاقت علی مرحوم کی شہادت کے ساتھ اور حضرت علامہ کی وفات حسرت آیات کے ساتھ جام شہادت نوش کر گئی۔ خدا کرے کہ اس شہادت میں بھی پیغام حیات ہو۔

حضرات! میں اپنی کوتاہ فہمیوں اور کم علمیوں کے باوصف بر بنائے بصیرت کہہ رہا ہوں کہ آج اس ملک میں جو تمہیں اسلامی تہذیب کے پرانے نقوش اور کچھ اسلامی مدارس اور روحانی خانقاہیں نظر آ رہی ہیں ان کی بقا و تحفظ میں یقیناً حضرت ممدوح کی سعی اور اُجلے نقوش یا دلیلِ راہ نظر آ رہے ہیں ورنہ آج اس ملک میں آپ اتنا کچھ بھی نہ دیکھ پاتے

اللھم احفظنا من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا۔

حضرات! یہ تھا حالات کا ایک رُخ۔ اب آیئے ذرا چند لمحوں کے لئے اس پر بھی غور کر لیں کہ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ دارالعلوم دیوبند کے سابق مہتمم بھی رہ چکے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ میں کہتا ہوں میں اگر کوئی موصوف و ممدوح کی مدح صفت ہو سکتی ہے تو یہی ایک سبب سے بڑی صفت ہے ممکن ہے کہ تقسیم ملک کی سر سکندری نے ہمارے اس پار کے لوگوں کو یہ سوچنے کا موقع نہ دیا ہو کہ دارالعلوم دیوبند کا مہتمم ہونا بھی بھلا کوئی وصف و خوبی کی بات ہے آج ہمارے ملک میں ہزاروں مدرسے اور خانقاہیں اور ان کے مہتمم بھی ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ یہ کون سی حسن و خوبی کی بات ہے۔

لیکن میرے بھائیو! اور عزیزو! ؎

چہ کنم کہ چشم یک بیں نکند بکس نگاہے۔

میں اپنی نگاہ یک بیں کو کیا کہوں کہ میری نگاہ

کی یہی سب سے بڑی خوبی ہے۔ آئیے! چند لمحوں کے لئے اس پر بھی غور کر لیں تاکہ ہیں آپ سے رخصت ہو کر آنے والے مقررین کے لئے مخل ثابت نہ ہوں۔

مولانا شبیر احمدؒ مرحوم دیوبند کے مدرسہ کے صدر مہتمم بھی رہ چکے ہیں۔ دارالعلوم دیوبند علوم و فنون اسلامیہ محض درس گاہ ہی نہیں اور تصوف و سلوک کی ایک خانقاہ ہی نہیں بلکہ اسلامیانِ ہند کی عظمتِ رفتہ کی ایک تاریخی یادگار ہے وہ ایک اسکول آف تھاٹ ہے جس نے ملت اسلامیہ کو حرّیت، آزادی و مساوات اور اسلامی اقدار و نظریات کے تحفظ کا جذبہ دیا۔ دارالعلوم دیوبند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور حضرت مجدّد الف ثانیؒ کی امیدوں کا مرکز اور پیشگوئیوں کا مظہر ہے۔ دارالعلوم دیوبند اپنے دل میں حضرت سیّد احمد بریلوی اور حضرت شاہ اسمٰعیل شہدائے بالاکوٹ کے خون کے قطرات چھپائے بیٹھا ہے۔ اور اس سے مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، رشید احمد گنگوہیؒ، خلیل احمد سہارن پوریؒ، اشرف علی تھانویؒ، انور شاہؒ کاشمیری اور حضرت شیخ الہند محمود الحسنؒ دیوبندی ایسے جلیل القدر مجدّدِ دین وقت پیدا کئے۔ دارالعلوم دیوبند ہی ہے جس نے زوال سلطنت مغلیہ اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے اس فرمان شاہی "کے بعد کہ" ملک خدا کا حکومت انگریزی کی اور اقتدار کمپنی بہادر کا" حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ اور مولانا عبدالحی مرحوم کے اس فتویٰ کو عملی جامہ پہنایا۔ "ہندوستان اب دارالحرب ہو چکا ہے کیونکہ انگریزوں کی آمد سے کفر و شرک رواج پا چکا ہے۔ اور قانون شرعی کی کوئی پروا نہیں کی جاتی لہٰذا مسلمانوں کا فرض ہے کہ انگریزوں سے اپنی کھوئی ہوئی حکومت حاصل کرنے کے لئے جہاد حرّیت شروع کر دیں۔"

وہ دارالعلوم دیوبند ہی ہے جس کے بانیوں نے اس فتویٰ کی رو سے انقلاب ۱۸۵۷ء میں قائدانہ حصہ لیا —— بلا شبہ دارالعلوم دیوبند ہی کے صدر المدرسین مولانا محمود الحسنؒ ہیں جنہوں نے اپنے شاگردوں، مریدوں اور متوسلین کے ذریعہ عالم اسلام کے اتحاد، انگریزوں سے نجات و آزادی اور احیائے اسلام کے لئے جو مجددانہ خدمات انجام دیں وہ لازوال اور انمٹ ہیں بلاشبہ انہوں نے ہی مولانا عبیداللہ سندھیؒ کو روس، کابل، ترکی اور اسلامی بلاد میں سفیر بنا کر بھیجا تھا جنہوں نے ایک جامعہ منصوبہ کے ساتھ اہم کردار ادا کیا ہے (جو انگریزی کاغذات میں ریشمی رومال کی سازش سے مشہور ہے) تفصیل کے لئے مولانا سندھیؒ کی ڈائری دیکھئے)

اور اس میں بھی ذرا بھر شک نہیں کہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ ہی کے شاگرد رشید اور جزیرہ مالٹا (کالا پانی) میں اپنے استاذ محترم کی معیّت میں اسیری قبول کرنے اور چودہ سال تک روضۂ اطہر نبوی (علیہ التحیۃ) کے سامنے درس حدیث و قرآن دینے والی شخصیت جس سے میری مراد حضرت شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنیؒ ہیں جو سال ہا سال تک دارالعلوم دیوبند کی مسند صدارت پر جلوہ افروز رہے اور جس ہستی نے اسلامیانِ ہند ہی میں نہیں بلکہ عالم اسلام میں حریت و آزادی کی ایسی شمع روشن کر دی جو تا قیام قیامت نہ بجھنے والی ہے وہ اپنے استاذ محترم کے صحیح اور سچے جانشین تھے مولانا ظفر علی مرحوم کو اسی بنا پر کہنا پڑا کہ ؎

شاد باش و شاد باش اے سرزمینِ دیوبند
ہند میں تو نے کیا اسلام کا جھنڈا بلند
اس میں قاسم ہوں کہ انور شاہ کہ محمود الحسن
سب کے دل تھے نیک اور سب کی فطرت ارجمند
کفر ناچا جن کے آگے بارہا تگنی کا ناچ!
جس طرح جلتے توے پر رقص کرتا ہے سپند
گرمئ ہنگامہ تیری آج حسین احمد سے ہے
جن سے ہے پرچم روایاتِ سلف کا سربلند

پوری نصف صدی تک مولانا مدنی علیہ الرحمۃ نے جذبہ جہاد، حریت، آزادی اور اسلامی اقدار کی حفاظت کے لئے مسلسل دن رات جدوجہد کی اور ضرب حیدری سے برطانوی سامراج کے قلعوں پر مسلسل گولہ باری کی اور وہ رخصت ہوتے وقت ہم ایسے ہزاروں ردسیا ہوں کو سیمابی کیفیت دے گئے یہ دارالعلوم دیوبند ہی ہے جس کے بارہ میں مغربی رپورٹرز متفق ہیں کہ برطانوی ہند میں برٹش ایمپائر کے خلاف اگر کوئی مضبوط حصار اور قلعہ ہے تو وہ دیوبند کی دینی درس گاہ ہے۔ (ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر)

حضرات! آج حضرت عثمانیؒ مرحوم کی یاد میں جلسہ کرتے وقت دارالعلوم دیوبند کے بنیادی منشور کو یاد کرنا چاہیئے اور علم و فضل، زہد و ورع، اور تفقہ فی الدین و سیاست کے آسمان دارالعلوم دیوبند کے آفتاب و مہتاب اور ان تمام درخشاں ستاروں کو نہ بھولنا چاہیئے جن میں حضرت مولانا عثمانیؒ بھی ایک روشن ستارہ تھے ؎

ستبدی لک الایام ما کنت جاھلا
؎ تازہ خواہی درشتن گر داغہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں آں قصۂ پارینہ را

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔

---

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں اور ایجنٹ حضرات بل ارسال کرتے وقت منی آرڈر کوپن پر کھاتہ نمبر بھی ضرور لکھا کریں۔

---

## بقیہ: قیام اللّیل فی رمضان

۶۔ عطاء کہتے ہیں کہ سب لوگ تراویح کی نماز ۲۳ رکعت مع الوتر کے پڑھتے تھے۔ (رواہ ابن شیبہ)

۷۔ ابوالخصیب کہتے ہیں کہ ہمیں سوید بن غفلہ ماہ رمضان میں پانچ ترویح یعنی ۲۰ رکعت پڑھاتے تھے۔ (ترویحہ چار رکعت کا ہوتا ہے)

۸۔ نافع بن عمر کہتے ہیں کہ رمضان میں ابن ابی ملیکہ ہم کو ۲۰ رکعت پڑھاتے تھے۔

۹۔ سعید بن عبید سے مروی ہے کہ علی بن ربیعہ انہیں پانچ ترویح یعنی ۲۰ رکعت پڑھاتے تھے۔ اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

۱۰۔ شتیر بن شکل سے روایت ہے اور وہ حضرت علیؓ کے شاگردوں میں تھا وہ رمضان میں ۲۰ رکعت کے ساتھ امامت کرتا تھا اور تین رکعت وتر پڑھاتا تھا۔

۱۱۔ محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ سب کو حضرت عمر بن خطابؓ کے زمانہ میں ماہ رمضان میں ۲۰ رکعت تراویح پڑھتے تھے۔ ان میں قرأت کو لمبا کرتے تھے۔ اور وتر تین رکعت پڑھتے تھے۔

۱۲۔ اعمش کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ۲۰ رکعت تراویح اور تین وتر پڑھتے تھے۔

قیام رمضان میں اہل علم نے اختلاف کیا ہے سو بعض تو ۴۱ رکعت مع الوتر کے قائل ہیں۔ یہی قول اہل مدینہ کا ہے اور اسی پر مدینہ میں عمل رہا اور اکثر اہل علم ۲۰ رکعت کے قائل ہیں۔ حضرت علیؓ و حضرت عمرؓ وغیرہما اصحاب نبیؐ سے مروی ہے۔ اور یہی سفیان ثوری اور عبداللہ ابن مبارکؒ و شافعیؒ کا قول ہے اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ مَیں نے اپنے شہر مکّہ میں ۲۰ رکعت تراویح پڑھتے پایا۔

حضرت عمرؓ کے زمانہ سے لے کر اب تک یہی توارث اور تعامل رہا ہے اور یہ ان احکام میں سے ہے جن پر چاروں مذہبوں کے فقہا بغیر کسی اختلاف کے متفق ہیں۔

نماز تراویح اپنے اصل کے لحاظ سے سنّت ہے۔ کیونکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند راتیں تراویح پڑھی ہیں پھر اس اندیشہ سے کہ لوگوں پر واجب نہ ہو جائیں اور عوام اُنہیں واجب نہ سمجھ لیں۔ آپؐ نے پڑھنا ترک فرما دیا۔

اور اگر بالفرض ۱۱ کا ثبوت ہو تو اس کی تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ حضرت عمرؓ نے پہلے ۱۱ کا حکم دیا اور قرأت لمبی کی پھر جب اس کو مشقت سمجھا اور قرأت میں تخفیف کر دی اور تعداد بڑھا کر ۲۰ رکعت کر دیں۔ اور وتر تین اس کے علاوہ ہیں مجموعہ ۲۳ رکعت ہوئیں۔

(حضرت مولانا خیر محمد صاحب۔ ملتان)

# فضائلِ رمضان المبارک

زیر ارشد صفدر شاد باغ لاہور

**تراویح:** راتوں کو پانچ پانچ چھ چھ گھنٹے کھیل تماشوں اور بےہودہ حرکات میں صرف کرنے والے لوگ اگر "ماہ رمضان المبارک" میں ڈیڑھ دو گھنٹے اگر اللہ تعالیٰ کے حضور میں گذاریں تو پھر بتائیں کہ ان کا دل و دماغ کہاں زیادہ مطمئن رہتا ہے۔ آیا شیطان کے ساتھ یا اللہ تعالیٰ کے حضور میں فرشتوں کی صحبت میں گذارنے سے۔

ایک جگہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشخبری دی کہ جو شخص نماز تراویح ادا کرے گا اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے۔

"عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ وَاِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ" متفق علیہ۔

حضرت ابوہریرہؓ نے روایت کی ہے کہ رسول پاکؐ نے فرمایا تھا کہ جو شخص روئے ایمان اور طلب (ثواب و مغفرت) پڑھے اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

**اعتکاف:** "عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَا اِعْتَکَفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰی تَوَفَّاهُ اللهُ تَعَالٰی ثُمَّ اِعْتَکَفَ اَزْوَاجُهٗ (متفق علیہ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپؐ وفات تک رمضان کے پچھلے دس دن اعتکاف کرتے رہے اور پھر آپؐ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات اعتکاف کیا کرتی تھیں۔

اعتکاف شریعت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت ٹھہرنے کو کہتے ہیں کم سے کم مدت ایک دن رات کی ہے۔ مگر دس دن مستحب ہے۔

عورت نے گھر میں جو جگہ نماز پڑھنے کے لئے مقرر کی ہو اس میں اعتکاف کرے۔ اعتکاف میں صرف بے ضرورت اور گناہ کی باتوں سے پرہیز رہے پڑھنا لکھنا سینا پرونا ہو سکتا ہے۔

**شب قدر:** ہمارے ہاں شبقدر عام طور پر پندرھویں شعبان کو کہا جاتا ہے لیکن لیلۃ القدر (قدر والی رات) یا شب قدر رمضان میں ہے ایک جگہ آپؐ نے ہدایت فرمائی کہ شبقدر کو رمضان کی آخری دس دنوں کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ یعنی ۲۱-۲۳-۲۵-۲۷ اور ۲۹ وغیرہ زیادہ کا اتفاق ۲۷ کی رات پر ہے۔

"عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَحَرَّوْا لَیْلَةَ الْقَدْرِ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اگر لیلۃ القدر کو پالوں تو کیا دعا مانگوں تو آپؐ نے فرمایا:

"اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ"

اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے تو معاف کرنے کو دوست رکھتا ہے تو مجھے بخش دے یا معاف کر دے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جو شخص لیلۃ القدر میں ازروئے ایمان و احتساب عبادت کرے تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے۔ (متفق علیہ)

ایک جگہ آپؐ کا ارشاد ہے کہ تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی ایک روزہ دار کی افطار کیوقت تک دوسرے عادل بادشاہ کی اور تیسرے مظلوم کی۔

## مرحبا صد مرحبا ماہِ صیام

سلیم الدین صاحب کراچی

السلام اے ماہِ ذی عظمت سلام السلام اے ماہِ بابرکت سلام
السلام اے ماہِ ذی حشمت سلام السلام اے ماہِ پُرشوکت سلام

السلام اے ماہِ رمضان السلام
السلام اے ماہِ تاباں السلام

السلام اے ماہِ عز و شان سلام السلام اے رحمتِ یزداں سلام
السلام اے حاصلِ عرفاں سلام السلام اے نازشِ رضواں سلام

السلام اے شادمانی کے پیام
مرحبا صد مرحبا ماہِ صیام

حمد کر اس ذات اعلیٰ کی سلیم جس نے بخشا ہے یہ انعام عظیم
گرچہ رکھتے ہیں ہم اعمالِ سقیم لیکن اس کا ہم پہ ہے لطفِ عمیم

السلام اے منزلِ حق کے نشاں
ہیں فضائل تیرے بحرِ بیکراں

# فضل و رحمت کا مہینہ

قاری مقبول الرحمٰن لائلپور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی:۔
یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

برادرانِ اسلام! روزہ اسلام کے پانچ رکنوں میں سے تیسرا رکن ہے۔ اور انسان میں ملکوتی صفات پیدا کرنے میں لاجواب ہے۔ تمام نفسانی اور شیطانی خواہشات کا قلع قمع کرنے کے لئے تیغ برّاں کی حیثیت رکھتا ہے۔ بندہ کو خدا کا مقرب بنانے اور روحانیت پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ گناہوں کی آگ اس سے بجھ جاتی ہے خواہشات و جذبات میں اعتدال پیدا ہو جاتا ہے۔ رفتہ رفتہ رذائل خبیثہ کی بیخ کنی کرکے اخلاق فاضلہ پیدا کرتا ہے۔ مصائب جھیلنے کی مشق ہوتی ہے۔ بھوک پیاس برداشت کرنے کی طاقت پیدا ہوتی ہے حکم خداوندی کی اطاعت پر ہمت بندھتی ہے۔ بھوک اور پیاس کا عملی تجربہ کرکے غریبوں اور بے کسوں کی امداد و اعانت کا جذبہ اُبھرتا ہے۔ غم خواری اور خیر خواہی پر قلوب آمادہ ہوتے ہیں شہوات اور خواہشات کی بھٹی ٹھنڈی پڑ جاتی ہے۔ پرہیزگاری اور عفت و پاک دامنی کے آثار نمایاں ہونے لگتے ہیں۔ اور سب سے بڑی دولت یہ نصیب ہوتی ہے کہ ایمان میں ترقی اور قربِ خداوندی نصیب ہوتا ہے اسی لئے ارشاد ہے کہ الصوم لی و انا اجزی بہ۔ (روزہ خالص میرے لئے ہے اور میں خود اس کا اجر دوں گا)
(حدیث قدوسی بخاری شریف)

غور فرمایئے کہ مسلمان کی ہر عبادت خالص اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے ہوتی ہے اور اجر بھی دربارِ خداوندی ہی سے عطا ہوتا ہے۔ مگر روزہ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس کے اجر و ثواب میں ملائکہ مقربین اور جزا پہنچانے والے فرشتوں کا بھی دخل نہ ہوگا۔ بلکہ براہِ راست دستِ خداوندی سے اجر ملے گا۔ روزہ داروں کے لئے جنّت میں ایک مخصوص دروازہ ہے جس کا نام ہی باب الرّیان ہے (روزہ داروں کی ہر قسم کی پیاس بجھانے والا) اس دروازہ سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔ ان کے علاوہ اور کوئی داخل نہیں ہو سکے گا۔
(مشکوٰۃ شریف)

مسلمانوں پر روزہ ہی کی برکت ہے کہ رمضان المبارک میں دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ اور جنّت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ اور محض رضائے الٰہی اور حصول ثواب کی نیّت سے روزہ رکھنے والوں کے پچھلے گناہ سب معاف ہو جاتے ہیں۔ اور اسی ماہ مبارک کو یہ خصوصیّت حاصل ہے کہ اس مہینہ میں نفلی کاموں کا ثواب فرضوں کے برابر اور ایک فرض کا ثواب ستّر فرضوں کے برابر ملتا ہے۔ روزہ داروں کے منہ کی خوشبو اللہ تعالیٰ کو مشک سے زیادہ پسند و محبوب ہے یہی وجہ ہے کہ حضرتِ آدم علیہ السلام سے ہمارے حضور سرورِ کائنات محمد مصطفٰے احمد مجتبٰے صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام نبیوں اور امتوں پر روزہ فرض رہا ہے۔ آج جب کہ خاتم النبیینؐ کی تعلیمات کے علاوہ دیگر انبیاءؑ کی تعلیمات دنیا سے یا تو مٹ چکی ہیں یا مسخ ہو کر ان کی اصلی شکل و صورت بگڑ چکی ہے مگر پھر بھی ہر مذہب و ملّت میں روزہ کی مختلف شکلیں رائج ہیں اور مذاہبِ عالم کے تذکرے روزہ کی تاریخ سے بھرے ہوئے ہیں لیکن ان میں روزہ کی رُوح اور حقیقت باقی نہیں رہی تھی۔ ہمارے نبی کریمؐ نے خدا کی منشا اور مرضی کے مطابق روزے کے قوانین اور حدود متعیّن فرماکر انسانی فطرت کے لئے اس کو زینت و زیور بنا دیا تاکہ روحِ انسان کو اس کے ذریعہ مصفّٰی کیا جا سکے۔ عزیزانِ اسلام! روزہ اللہ تعالیٰ کی اتنی بڑی نعمت ہے کہ اس میں کسی قسم کی ریا اور نام نمود کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ باقی تمام عبادتیں مخلوق پر آشکارا ہو جاتی ہیں مگر روزہ ایک ایسا سربستہ راز ہے کہ جس کو عابد و معبود (روزہ دار اور خدا) کے علاوہ کوئی دیکھ ہی نہیں سکتا۔ وہی علیم و خبیر ہے اسی کو علم ہے کہ کون روزہ دار ہے اور کون نہیں۔ اور روزے تو زیادہ لمبے چوڑے دنوں کے تو ہے ہی نہیں بلکہ (ایاماً معدودات) گنتی کے چند دن ہیں۔ تم چند دن ہمت تو کرکے دیکھو پھر خود معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کس طرح پورا کراتے ہیں پھر یہی نہیں بلکہ آدمی اگر بیمار ہو جائے یا سفر میں ہو تو قضا کرنے کی سہولت عطا فرماکر مزید شفقت فرمائی۔ کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ان نعمتوں سے پورا پورا فائدہ اٹھاکر اللہ تبارک تعالیٰ کو راضی کر لیتے ہیں۔ اور کتنے بدنصیب ہیں وہ لوگ جو رمضان شریف میں بھی علی الاعلان یا چوری چھپے کھاتے پیتے ہیں۔ اور اس نعمتِ عظمٰی سے محروم ہو کر خدا تعالیٰ کے قہر کا نشانہ بنتے ہیں۔ اللہ کریم تمام مسلمانوں کو صحیح طریقہ سے رمضان شریف کے روزے رکھنے اور احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

---

تاریخ و سیر

## حضرت سعد بن ابی وقاصؓ

عبد الہادی عصرؔ لاہور

یہ تیرہ سال کی عمر میں اسلام لائے ــــ
جب والدہ کو علم ہوا تو اس نے کہا کہ میں اس وقت تک کچھ کھاؤں گی نہیں، نیند نہیں کروں گی پانی نہیں پیوں گی جب تک سعدؓ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار نہ کر دے۔ اُس ضدی عورت نے تین دن تک کچھ نہ کھایا تیسرے دن بہت خراب حالت ہو گئی۔ آپؓ بھی قریب ہی تھے اور اس کے منہ میں پانی ڈال رہے تھے۔ لوگ آپؓ سے کہنے لگے "سعدؓ! ماں پر رحم فرما۔ کیوں اس کو تڑپا رہا ہے" سبحان اللہ! صحابیؓ کا جواب کیا خوب تھا۔ آپؓ نے فرمایا "یہ تو ایک ماں ہے۔ اگر اس طرح کی ہزاروں مائیں سعدؓ کے سامنے تڑپ کر مر جائیں تو پھر بھی سعدؓ دامنِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں"۔

## حضرت زیدؓ بن حارث

ان کا والد جب ان کو لینے کے لئے کئی سال بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا ہے تو بیٹے کو دیکھ کر اُسے گلے لگا لیتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتا ہے کہ اے اللہ کے پیارے نبیؐ! مجھے میرا بیٹا واپس کر دیا جائے۔ آپؐ کو ترس آگیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ اگر زیدؓ چاہے تو اسے لے جا سکتے ہو۔ میں اسے زبردستی نہیں بھیج سکتا۔

حضرت زیدؓ باپ کی محبت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور باپ کے ساتھ جانے سے انکار کر دیتے ہیں۔

قاری عبد المجید صاحب کیہال ایبٹ آباد

# افضل جہاد

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ رَّاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ وَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَ ذَالِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ

(رواہ مسلم)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا - کہ تم میں سے کوئی شخص کسی برائی کو دیکھے اسے چاہیے کہ وہ اس برائی کو اپنے ہاتھ سے مٹائے - اور اگر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اپنی زبان سے مٹائے - اور اگر اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا (تو تیسرا درجہ یہ ہے کہ) اس برائی کو دل سے بُرا سمجھے - اور یہ بہت ہی کمزور ایمان ہے اور ایک جگہ آپؐ نے اس طرح فرمایا - اَفْضَلُ الْجِھَادِ کَلِمَۃُ الْحَقِّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ - یعنی بہترین جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا ہے -

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کے ہزارہا ایسے واقعات ملتے ہیں کہ انہوں نے ہر خلافِ حق بات کے خلاف آواز اٹھائی اور ہر برائی کو اپنے ہاتھوں سے ختم کیا - اور اگر حکومت سے مقابلہ کرنا پڑا، تو بھی کیا ——

صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کا تو کہنا ہی کیا - بلکہ تابعین اور تبع تابعین کی بھی بے انتہا مثالیں ملتی ہیں اُن میں سے ایک تابعی کا واقعہ ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے -

حجّاج کے زمانے میں ایک تابعی حضرت سعید بن جبیرؓ ایک بزرگ گذرے ہیں - ان کا شمار اپنے وقت کے مشہور علماء میں تھا - آپ نہایت ہی دلیر اور صاحبِ علم تھے - آپ نے حجّاج کا مقابلہ کیا تھا - اور حجّاج کو ان سے عداوت تھی - حجّاج نہایت ہی ظالم حکمران تھا اور حضرت سعیدؓ کو گرفتار کر کے اپنا غصّہ نکالنا چاہتا تھا - آپ مکّہ مکرمہ میں روپوش تھے - حجاج کو جب یہ علم ہوا کہ آپ مکّہ میں روپوش ہیں تو اس نے پہلے حاکم کو واپس بلا لیا - اور اپنے خاص آدمی کو حاکم بنا کر مکّہ مکرمہ بھیجا - حاکم نے خطبہ پڑھ کر لوگوں کو سنایا - اور اخیر میں یہ حکم بھی سنایا کہ جو شخص سعیدؓ بن جبیر کو امان دے گا اس کی خیر نہ ہو گی - اور اس حاکم نے اپنی طرف سے قسم کھائی کہ جس شخص کے گھر سے سعید بن جبیر ملیں گے اس کو قتل کر دیا جائے گا —— اور پڑوسیوں کے مکانات کو بھی گرا دیا جائے گا - لوگ گھبرائے - اور بالآخر بڑی ہی مشکل سے حضرت سعیدؓ کی گرفتاری عمل میں آئی - اور آپ کو حجاج کے سامنے گرفتار کر کے پیش کیا گیا - حجاج کو قتل کرنے کا موقعہ مل گیا - اور اس نے حضرت سعیدؓ سے پوچھا :-

"تیرا نام کیا ہے ؟"

**سعیدؓ :** میرا نام سعیدؓ ہے -

**حجاج :** تو کس کا بیٹا ہے ؟

**سعیدؓ :** جبیر کا بیٹا ہوں -

**حجاج :** تو شقی بن کسیر ہے

**سعیدؓ :** میری والدہ میرا نام تجھ سے بہتر جانتی تھیں

**حجاج :** تو بھی بدبخت تیری ماں بھی بدبخت -

**سعیدؓ :** غیب کے جاننے والا تیرے علاوہ کوئی اور ہے -

**حجاج :** دیکھو میں اب تجھ کو موت کے گھاٹ اتارتا ہوں -

**سعیدؓ :** تو میری والدہ نے میرا نام ٹھیک رکھا -

**حجاج :** اب میں تجھ کو زندگی کے بدلے جہنم رسید کرتا ہوں -

**سعیدؓ :** اگر میں جانتا کہ یہ تیرے اختیار میں ہے تو تجھ کو معبود بنا لیتا -

**حجاج :** حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تیرا کیا عقیدہ ہے ؟

**سعیدؓ :** آپؐ رحمۃ اللعالمین تھے اور اللہ تعالیٰ کے رسولؐ تھے - جو بہترین نصیحت دے کر تمام دنیا کی طرف بھیجے گئے -

**حجاج :** خلفاء کے متعلق تیرا کیا خیال ہے ؟

**سعیدؓ :** میں ان کا محافظ نہیں - ہر شخص اپنے کئے کا ذمّہ دار ہے -

**حجاج :** میں ان کو بُرا کہتا ہوں یا اچھا ؟

**سعیدؓ :** جس چیز کا مجھے علم نہیں میں اس میں کیا کہہ سکتا ہوں - مجھے اپنا ہی حال معلوم ہے

**حجاج :** ان میں سب سے زیادہ پسندیدہ تیرے نزدیک کون ہے ؟

**سعیدؓ :** جو سب سے زیادہ میرے مالک کو راضی کرنے والا تھا -

**حجاج :** سب سے زیادہ راضی رکھنے والا کون تھا ؟

**سعیدؓ :** اس کو وہی جانتا ہے جو دل کے بھیدوں اور چھپے ہوئے رازوں سے واقف ہے -

**حجاج :** میں قیامت کے دن کیسا آدمی ہوں گا -

**سعیدؓ :** میں اس سے کم ہوں کہ غیب پر مطلع کیا جاؤں -

**حجاج :** تو مجھ سے سچ بولنے کا ارادہ نہیں کرتا -

**سعیدؓ :** میں نے جھوٹ بھی نہیں کہا -

**حجاج :** تو کبھی ہنستا کیوں نہیں ؟

**سعیدؓ :** کوئی بات ہنسنے کی نظر نہیں آتی - اور وہ شخص کیا ہنسے جو مٹی سے بنا ہو - اور قیامت میں اس کو جانا ہو اور رات دن فتنوں میں مبتلا ہو -

**حجاج :** میں خدا تعالےٰ کے ہاں تجھ سے زیادہ محبوب ہوں -

**سعیدؓ :** اللہ تعالےٰ پر کوئی جرأت نہیں کر سکتا جب تک کہ اپنا مرتبہ معلوم نہ کر لے اور غیب کی خبر صرف خدا ہی کو ہے -

**حجاج :** میں کیوں نہیں جرأت کر سکتا - حالانکہ میں جماعت کے بادشاہ کے ساتھ ہوں اور تو باغیوں کی جماعت کے ساتھ ہے -

**سعیدؓ :** میں بھی جماعت سے علیحدہ نہیں اور خود فتنہ بھی نہیں کرتا - اور جو تقدیر میں ہے اس کو ٹال بھی نہیں سکتا -

**حجاج :** ہم جو کچھ امیر المومنین کے لئے جمع کرتے ہیں اس کو تو کیسا سمجھتا ہے ؟

**سعیدؓ :** میں نہیں جانتا کہ تم نے کیا جمع کیا ہے -

حجاج نے حضرت سعیدؓ کے سامنے سونا چاندی اور کپڑے وغیرہ لا کر رکھ دئے - اور پوچھا :-

"ہم نے جو کچھ جمع کیا - کیا یہ اچھی چیز نہیں ؟

**سعیدؓ :** تو نے جمع کیا ہے اور تو ہی اس کی اچھائی کو سمجھ سکتا ہے -

**حجاج :** کیا تو اس سے کوئی چیز اپنے لئے پسند کرتا ہے ؟

**سعیدؓ :** میں صرف اُس چیز کو پسند کرتا ہوں — جو خدا تعالےٰ پسند کرے -

**حجاج :** تیرے لئے ہلاکت ہو -

**سعیدؓ :** ہلاکت اُس شخص کے لئے ہے جو جنّت سے ہٹا کر جہنم میں داخل کر دیا جائے -

حجاج سخت تنگ ہوا اور پوچھا :-

"بتا کہ میں تجھے کس طریقہ سے قتل کروں ؟"

**سعیدؓ :** جس طریقہ سے قتل ہونا اپنے لئے پسند ہو -

**حجاج :** کیا تجھے معاف کر دوں ؟

**سعیدؓ :** معافی تو خدا تعالےٰ کی ہے اور تیرا معاف کرنا کوئی چیز نہیں -

حجاج نے جلّاد کو حکم دیا کہ اس کو قتل کر دو حضرت سعیدؓ ہنسے اور آپ کے ہنسنے کی حجاج کو اطلاع دی گئی - پھر بلایا اور پوچھا :-

"تو کیوں ہنسا ؟"

**سعیدؓ :** اللہ تعالیٰ پر تیری جرأت کرنے اور اللہ تعالیٰ کے تجھ پر حلم کرنے سے۔

**حجاج :** میں اس کو قتل کرتا ہوں کہ جس نے مسلمانوں کی جماعت میں تفریق ڈالی۔ پھر جلاد سے مخاطب ہو کر بولا کہ اس کی گردن میرے سامنے اُڑا دو۔

**سعیدؓ :** میں دو رکعت نماز پڑھ لوں

نماز پڑھی اور پھر قبلہ رخ ہو کر پڑھا۔ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ یعنی میں نے اپنا منہ اس مالک کی طرف کیا جو آسمان و زمین کا خالق ہے۔ اور میں سب سے ہٹ کر اس طرف متوجہ ہوا اور میں مشرکوں میں سے نہیں۔

**حجاج :** اس کا منہ قبلہ سے پھیر دو اور نصاریٰ کے قبلہ کی طرف کر دو کہ انہوں نے بھی دین میں تفریق کی۔ اور اختلاف پیدا کیا۔ چنانچہ فوراً اس طرف منہ کر دیا گیا۔

**سعیدؓ :** فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ الْکَافِیْ بِالسَّرَائِرِ۔ یعنی جدھر بھی تم پھیرو وہیں اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر ہے۔ جو بھیدوں کو جاننے والا ہے۔

**حجاج :** اس کو اوندھا ڈال دو۔ ہم تو ظاہر پر عمل کرنے کے ذمہ دار ہیں چنانچہ اوندھے منہ ڈال دیئے گئے۔

**سعیدؓ :** مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِیْهَا نُعِیْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰی۔ یعنی ہم نے زمین ہی سے تم کو پیدا کیا اور اسی میں تم کو لوٹائیں گے اور اسی میں سے تم کو دوبارہ اٹھائیں گے۔

**حجاج :** اس کو قتل کر دو۔

**سعیدؓ :** میں تجھے اس بات کا گواہ بناتا ہوں کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ تو اس کو محفوظ رکھنا جب میں تجھ سے قیامت کو ملوں گا تو تجھ سے لے لوں گا۔

چنانچہ حضرت سعیدؓ شہید کر دیئے گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔ شہادت کے بعد بدن سے بہت زیادہ خون نکلا۔ جس سے حجاج حیران ہوا۔ طبیب سے اس کی وجہ پوچھی۔ طبیب بولا۔ اس کا دل بالکل مطمئن تھا اس لئے خون اپنی مقدار میں رہا۔ بخلاف دیگر لوگوں کے کہ خوف سے ان کا خون خشک ہو جایا کرتا ہے۔

(ملخصاً از حکایات صحابہؓ۔ مولانا محمد زکریا صاحب)



ماسٹر سالاری پانی پتی

# انسانی کمالات کیا ہیں ۔۔۔؟

## اور کس طرح حاصل کئے جاتے ہیں!

صبح و شام کا نقارہ اعلان کرتا رہتا ہے کہ یہ عالم فانی ہے۔ اس میں دل نہیں لگانا چاہیئے۔ مقصود رضائے مولائے۔ اور ہر چیز اس کی تابع ہے۔ حقیقت میں انسانی پیدائش کا مقصد بھی یہی ہے کہ وہ کام کرے جن سے اس کا مالک خوش ہو جائے۔

سب سے پہلے اپنی حقیقت پر غور کرے۔ غور و فکر اس نتیجہ کی طرف لے جائے گا۔ کہ وہ ناپاک قطرہ سے بالصرہ عالم وجود میں آیا ہے۔ اور وہ گندہ اور بہت ہی گندہ ہے۔ اس سوچنے سے انسان میں انکساری اور عاجزی پیدا ہوگی۔ اور اس کی عظمت۔ بزرگی اور قدرت کا بے پناہ سمندر موجیں مارتا ہوا محسوس ہوگا۔ جس کے اک حکم سے وہ کیا اک انسان بن گیا۔ مزید فکر کرنے سے معلوم ہوگا۔ کہ وہ ایک بلبلا ہے۔ جس کی ہستی ہوا کے ایک جھونکے پر منحصر ہے۔ اسی طرح اس کی زندگی بھی اللہ کے حکم کے ساتھ قائم ہے۔ اور جب وہ چاہے گا۔ تو یہ زندگی کا تار ٹوٹ جائے گا۔ ذرا سوچے کہ اللہ نے اس کو کن کن نعمتوں سے نوازا ہے اس کا نتیجہ عاجزی اور اطاعت۔ اور نوازندہ کی نوازشوں کا شکر بجا لانے میں نکلے گا۔ اسی طرح جوں جوں وہ بحر فکر میں گہرا غوطہ لگاتا جائے گا۔ اسے معلوم ہوگا کہ چاند۔ سورج۔ زمین۔ آسمان۔ لیل و نہار سب اس کی خدمت میں لگے ہوئے۔ پھر وہ کیوں نہیں خدا کی عبادت میں لگتا۔ کائنات عالم کا جس قدر گہرا مطالعہ کرتا جائے گا۔ اسی قدر اس کو اپنی کمزوری اور عاجزی اور اللہ کی بڑائی و برتری کے نقوش اس کی دل کی تختی پر کندہ ہوتے رہیں گے۔ اور اس طرح انسان کو اللہ کے حکموں پر چلنا اور اللہ کے سب سے برگزیدہ بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عملوں پر عمل کرنا آسان ہوتا جائے گا۔ بس فکر کی بات ہے۔ یہ دنیا عارضی ہے اس کی ہر چیز فانی ہے۔

اب چند حضور کے آزمودہ نسخہ جات ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں۔ خود آزمالیں۔ اور دوستوں کو بھی آزمانے کی دعوت دیں۔

یقین جانیئے اگر ان نسخوں پر عمل کیا۔ تو انشا اللہ ان عارضی اور اس مستقبل زندگی کے لمحات پر کیف و پر بہار بن جائیں گے۔ یہ نسخے سب سے بزرگ انسان نے آزمانے دیکھے ہیں۔ کبھی خطا نہیں کرتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اگر عالم بننا چاہتے ہو تو اپنی حقیقت کو سمجھو خدا کا حقیقی خوف دل میں بساؤ

(۱) انشاء اللہ علم و عمل۔ حکمت و دانش کے تم پر کھل جائینگے۔

(۲) اگر مالدار بننے کی آرزو ہے۔ تو قناعت اختیار کیجیئے۔ یہی اللہ کی بڑی دولت ہے۔

(۳) اگر بزرگی کی تمنا ہے۔ تو مصیبت میں صبر کا دامن نہ چھوڑیئے۔ اللہ تمہیں بزرگ بنا دے گا۔

(۴) اگر اللہ کے غضب سے محفوظ رہنا چاہتے ہو۔ تو صدقہ و خیرات دیجیئے۔ اور اس طرح دیجیئے کہ دایاں ہاتھ دے اور بائیں کو خبر بھی نہ ہو۔

(۵) اگر آپ عادل بننا چاہتے ہیں۔ تو سب لوگوں کے لئے بھی وہی چیز پسند کیجیئے۔ جو آپ اپنے لئے پسند کرتے ہیں۔

(۶) اگر نیک بننے کی خواہش ہے۔ تو اللہ کی اسی طرح عبادت کیجیئے کہ آپ اللہ کو دیکھ رہے ہیں۔ اگر یہ بات نہ بنے تو ذہن پر نقشہ کھینچیئے کہ آپ کا مالک (اللہ) آپ کو دیکھ رہا ہے (۷) اگر آپ چاہتے ہیں۔ تو دنیا میں بہترین انسان بن جائیں۔ تو اللہ کی مخلوق کی زیادہ سے زیادہ فائدہ پہونچائیے جسقدر زیادہ فائدہ پہونچائینگے۔ اسی درجہ مقبول بن جائینگے (۸) اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی دعائیں بارگاہ رب العزت میں مقبول ہوں۔ تو حرام کمانے اور کھانے سے پرہیز کیجیئے۔

(۹) اگر آپ جہنم کی آگ سے بچنا چاہتے ہیں تو قرابت داروں کا حق ادا کیجیئے حسن سلوک سے پیش آیئے اور کثرت سے روزے رکھیئے۔

(۱۰) اگر آپ اللہ کا دوست بننا چاہتے ہیں۔ تو آج ہی عزم کے ساتھ فیصلہ کیجیئے۔ کہ اللہ کے حکموں پر چلیں گے۔ اور میری (حضور کی) سی زندگی بسر کریں گے۔

## سترہ روزہ جنگ میں

# اسلام ہی ہماری حفاظت اور کامیابی کا ذریعہ بنا ہے؟

اسلام کی حفاظت ہم کر سکے یا نہیں؟ اس سوال کا جواب، ہم میں سے ہر شخص اپنے دل سے پوچھ سکتا ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ پاکستان پر بھارت کے انتہائی خوفناک اور کمینے حملے کو ناکام بنانے اور ہماری مملکت، ہماری عزتوں اور ہماری ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی عصمتوں کو محفوظ رکھنے کا ذریعہ اسلام ہی بنا ہے!

ہم سب نے اپنے سر کی آنکھوں سے اس حقیقت کا مشاہدہ کیا ہے۔ ہر محاذ پر اور پاکستان کے ہر قابل فخر شہید اور اس کے کنبے نے، جس جذبے سے دشمن کے حملے کا دار سہا ہے یہ جذبہ اسلام ہی کا عطا کردہ تھا ۔۔۔ چند شہادتیں ملاحظہ ہوں۔

### میں نے اپنے بیٹے کیلئے شہادت کی دُعا کی تھی

ہمارے پیارے نبیؐ کے نواسے نے صدیوں پہلے اسلام کی عظمت، سربلندی اور حق و باطل میں امتیاز قائم رکھنے کے لئے اپنی جان اور اپنے ہمراہیوں کو اسلام کی راہ پر قربان کر کے تاریخ اسلام میں ایک سنہری باب کا اضافہ کیا تھا۔

میرا بیٹا بھی انہی درخشندہ اور غیر فانی زندگی پانے والوں کی صف میں شامل ہو گیا ہے۔ قیامت کے روز بارگاہِ ایزدی میں بھی فخر سے کہہ سکوں گا "اے اللہ تعالیٰ! میں غلام عباس شہید کا باپ ہوں"۔ یہ الفاظ غلام عباس شہیدؒ کے والد عبدالرحیم خاں نے جو ہزارہ قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ گذشتہ روز ایک ملاقات میں کہے انہوں نے کہا کہ میرے سپاہی بیٹے نے اسلام اور پاک وطن کی حفاظت کے لئے شہادت پائی ہے۔ جب سے مجھے اور کنبہ کے دوسرے افراد کو اس کی شہادت کی خبر ملی ہے میں کسی مبالغہ کے بغیر بے حد خوش ہوں۔ میں یہ خوشی کیوں محسوس کر رہا ہوں؟ اس تفصیل کا اظہار میری زبان نہیں کر سکتی اس کی والدہ اب اپنے دوسرے بیٹوں کے لئے بھی ایسی ہی موت کی دعا کرتی ہے۔

گذشتہ روز عبدالرحیم خاں کو فرسٹ بلوچ رجمنٹ کے کمانڈر کی طرف سے اطلاع ملی کہ ان کا بیٹا غلام عباس مکار اور عیار دشمن کا مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو گیا ہے تو وہ خوشی میں دوڑے دوڑے سردار اسحاق خاں ایم۔ پی اے کے ہاں پہنچے اس وقت سردار عبدالرحیم خاں کی سانس پھولی ہوئی تھی لیکن چہرے سے صبر و استقلال کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔ سردار اسحاق نے اچانک آمد کی وجہ معلوم کی تو سردار عبدالرحیم خاں نے اپنے بیٹے کی شہادت کی خبر سنائی اور پھر محفل کے ہر شخص سے یہ داد ملنے لگی۔ آپ خوش نصیب ہیں۔ اب آپ سرخرو ہو گئے ہیں۔ آپ کا اور آپ کے تمام افراد کنبہ کا رتبہ دنیا اور آخرت میں بھی بلند ہو گیا ہے۔

غلام عباس کے والد عبدالرحیم خاں نے کہا کہ غلام عباس ۱۷ سال کی عمر میں پاک فوج میں بھرتی ہو گیا تھا۔ میرے لئے یہ فخر کیا کم ہے کہ میرے جوان بیٹے کا خون بھی میرے وطن کی سرحدوں میں رچا ہوا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ کچھ عرصہ قبل گھر کے تمام افراد مشہدِ اشرف کی زیارت کے لئے گئے۔ وہاں میں نے اور غلام عباس شہید کی والدہ نے اللہ سے دعا کی تھی کہ "ہماری اولاد اسلام کے نام پر قربان ہو تاکہ ہم عاقبت میں سرخرو ہو سکیں"۔ چنانچہ اب یہ خواہش پوری ہو چکی ہے۔

### میرا دوسرا بیٹا بھی وطن عزیز پر قربان ہونے کے لئے حاضر ہے

فائربندی کے اٹھارہ یا بیس گھنٹے بعد ۲۴ ستمبر کی شام جہاں پاکستان کے دوسرے محاذوں پر بھارتی درندوں نے چھیڑ چھاڑ اور خلاف ورزیوں کا سلسلہ جاری رکھا اور وہاں لاہور کے محاذ پر دشمن خاص طور پر بین الاقوامی سرحد کی خلاف ورزیوں میں مصروف رہا۔ چنانچہ ۲۴ ستمبر کی شام پاک فوج کا ایک جیالا نواد گل دشمن کے مورچوں میں کھلبلی مچانے کے بعد شہید ہو گیا۔ گذشتہ روز جب نواد گل شہید کے والد کو اپنے بیٹے کے متعلق ہمیشہ ہمیشہ زندگی پانے کی خبر ملی تو جواں ہمت نواد گل کے جری اور صابر والد رحمت گل نے فخر محسوس کرتے ہوئے کہا "میں اپنے بیٹے کے اس مرتبہ پر بے حد خوش ہوں مگر صحیح خوشی اس وقت ہوگی۔ جب میں شہادت پانے کی تفصیلات سن لونگا"۔

"میں یہ سننا چاہتا ہوں کہ دشمن کی گولی کا نشانہ بننے سے قبل اس نے دشمن کی صفوں میں ہلچل مچا دی تھی اور کافی تعداد میں دشمن کے بزدل سپاہیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اور سامان حرب پر قبضہ کر لیا تھا"۔ اگر ایسا نہ بھی ہوا ہو میں پھر بھی خوش ہوں مگر اس حقیقت کو تسلیم نہ کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں۔ میرا ایمان ہے کہ پاک فوج کے ہر بچے نے خود گولی کا نشانہ بننے سے پہلے دشمن کو یقیناً عبرت ناک شکست کا احساس دلایا ہوگا"۔

"رحمت گل نے کہا کہ" نواد گل کے بعد اب میرا دوسرا بیٹا اداد گل بھی سرزمین پاک کے محاذ پر موجود ہے۔ میرا ایمان ہے کہ وہ دشمن کو ہر ممکن شکست دینے کے بعد جامِ شہادت نوش کرے گا اور اس کے بعد میں خود بھی یہ رتبہ پانے کے لئے تیار بیٹھا ہوں"۔

بشکریہ "المنبر"

---

# تعارف و تبصرہ

نور محمد انورؔ

نام کتاب: تعلیماتِ مجددیہ، مکتوبات کے آئینے میں۔
تصنیف: ملک حسن علی بی اے (جامعی)
ضخامت: ۵۲۰ صفحات، سائز ۲۲×۱۸/۸۔ کتابت
طباعت عمدہ، سرورق سہ رنگا
قیمت مجلد دس روپے علاوہ محصول ڈاک۔
ناشر: انجمن اشاعت التوحید و سنت رجسٹرڈ شرقپور (شیخوپورہ)

اس پُرفتن دَور میں دینی لٹریچر شائع کر کے اس کو ملک کے کونے کونے تک پہنچانا دین کی ایک بہت بڑی خدمت ہے۔ جب ہم باطل فرقوں کے لٹریچر کا مطالعہ کرتے ہیں جو آئے دن اسلام پر کیچڑ اچھالنے میں مصروف ہیں اور لاکھوں کی تعداد میں اپنے عقاید و نظریات پر لٹریچر شائع کر کے صرف پاکستان ہی میں نہیں بلکہ غیر ممالک تک پہنچاتے ہیں۔ تو ہمیں اپنی کمزوریوں کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ کہ ہم اپنے صحیح عقائد و نظریات اور دین حق کی تبلیغ کا پوری طرح حق ادا نہیں کر رہے۔ ہمیں بھی چاہیئے کہ زیادہ سے زیادہ اسلامی لٹریچر شائع کر کے نہ صرف اپنے ہی ملک میں بلکہ غیر ممالک تک بھی پہنچائیں۔

محترم ملک حسن علی صاحب نے تعلیماتِ مجددیہ لکھ کر بہت بڑی خدمت کی ہے۔ ملک صاحب ایک کہنہ مشق لکھنے والے ہیں۔ تعلیمات مجددیہ کے عنوان سے آپ کا سلسلۂ مضامین ہفت روزہ "چٹان" میں بھی

شائع ہوتا رہا ہے۔ قارئین کے اصرار پر انجمن اشاعت التوحید و سنت شرقپور نے اب اسے کتابی شکل میں شائع کر دیا ہے۔

توحید و سنت کے موضوع پر یہ ایک ضخیم کتاب ہے ہر موضوع پر مکتوبات کی روشنی میں پوری تفصیل سے مبسوط حاصل بحث کی گئی ہے۔ ملک صاحب حضرت شیخ مجددؒ کا تعارف کراتے ہوئے صـ۲۲ پر لکھتے ہیں:۔

"حضرت شیخ مجددؒ علم کا ایک بحرِ ذخار ہیں۔ تصوّف و سلوک میں ایک خود مختار بادشاہ ہیں۔ اس علم کی وسیع مملکت میں جس طرح چاہتے ہیں حکمرانی کرتے ہیں۔ متقدمین میں کم اور متاخرین میں ایک بھی ان جیسا پیدا نہیں ہوا وہ اللہ تعالےٰ کی نشانیوں میں سے ایک بہت بڑی نشانی ہیں۔ اسلام کے معجزوں میں سے ایک معجزہ ہیں۔ امّتِ محمدیہ کا فخر ہیں۔ مبتدعین کے لئے شمشیر برہنہ ہیں۔ پہاڑ کی چوٹی پر روشن مینار ہیں۔ تاریک سمندر میں جہاز کے لئے ہدایت کا ستارہ ہیں وہ زندۂ جاوید ہیں کیونکہ ان کی زر و جواہر سے لبریز کتابیں زندہ ہیں اور طلبگاروں کے لئے آبِ حیات کا سرچشمہ جاری کئے ہوئے ہیں۔"

ملک کی سیاسی حالت، ایام اسیری، شیخ مجددؒ کا بنیادی کارنامہ، مکتوبات پر ایک نظر، حضرت مجددؒ کا طریقہ تبلیغ، معرکۂ توحید و شرک، من دون اللہ کی فیصلہ کن بحث، موازنۂ شریعت و تصوّف، سیرتِ رحمت اللعالمینؐ، اسلام میں نماز کا مقام، غلط تصوف کی اصلاح اور غلط رَو صوفیوں کو انتباہ، حضرت مجددؒ کا نظریۂ وحدت الشہود، مجددی تصوّف میں ذکرِ لطائف اور حقیقت لطائف، بدعت اور اہل بدعت سے حضرت شیخ مجددؒ کا جہاد، معرکۂ سنت و بدعت، دربارِ جہانگیری کے ارکان و امراء کے نام مراسلات، نوادرات ادب و حکمت و نصائح، اسرار و دقائق خصوصی، حضرت شیخ مجددؒ کا فقہی مسلک امام ابوحنیفہؒ اور دعوت توحید، حنفی فقہ اور مراسم شرک کا استیصال، شیخ مجددؒ اور مسئلۂ تکفیر مسلم، کلمہ طیب لا الٰہ الا اللہ کے حقائق و معارف، کلمہ طیبہ کی شان یکتائی، شیخ مجددؒ کے اوراد و وظائف، سیرت رسولؐ پر ایک مضمون، مصطلحاتِ تصوفِ مجددی، تصوف کیا ہے، طرق و سلاسلِ صوفیاء، بارِ امانت کیا ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سفرِ آخرت جیسے پُر از معلومات عنوانات سے یہ کتاب مزیّن ہے۔ اور خاص موضوع کے ہر پہلو پر پوری تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

کتاب ایک بہترین علمی ذخیرہ ہے لیکن اگر وہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود کی بحث میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی آرا کو بھی شامل فرما دیتے تو بہتر ہوتا اور ان حضراتؒ نے صوفیا کے ان دو نظریات میں جو تطبیق کی ہے اس سے قارئین کو واقفیت ہو جاتی۔

کتاب کا دیباچہ مسلکِ اہل حدیث کے مشہور عالم مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے لکھا ہے۔ بہتر ہوتا اگر ملک صاحب سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے کسی عالمِ دین سے بھی اس سلسلہ میں رائے لے لیتے۔ بہرحال اہلِ علم کو کتاب کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیئے۔

نام کتاب ..... جلن و احراق

مرتبہ و مؤلفہ ..... محمد شبیر بھلڑوی۔

ملنے کے پتے:

ہومیو پیتھک سٹور اینڈ ہسپتال ۳۰ علامہ اقبال روڈ لاہور

ڈاکٹر عبدالرشید ہومیو بوہڑ بازار راولپنڈی۔

اس کتاب میں آگ، تیزاب، گرم پانی، پٹرول، بم، بارود کے ٹکڑوں، دھوپ (سورج) آسمانی و مصنوعی بجلی اور خرش ادویات سے جلن و احراق صدمات اور مختلف زہروں کے تریاق کا مفصّل خارجی و داخلی علاج بمعہ ہدایات برائے غذا، مرہم پٹی ٹیکہ و طہارت درج ہے اس میں ایلوپیتھک، ویونانی و ہومیو پیتھک تین مروّجہ طریقہ ہائے علاج کا ذکر کیا گیا ہے تاکہ ہر شخص کسی نہ کسی طریقۂ علاج سے بوقت ضرورت حسبِ منشا و حالات استفادہ حاصل کر سکے۔

جنگی جلن اور چوٹوں نیز تابکاری (اشعاع) وغیرہ کے اثرات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ موجودہ ایٹمی دور میں اس کی اہمیت ظاہر ہے اور اب تک اس موضوع پر اردو کتب کا قطعی فقدان تھا۔ کتاب ہذا میں ہر حصہ کی جلن (بمعہ آنکھ، کان، ناک اعضائے مخصوصہ مرد و زن اور ہوائی حادثات و تابکاری اثرات کے علاج معالجہ کے ساتھ ساتھ ان سے محفوظ رہنے کے لئے حفاظتی تدابیر درج کر دینے سے اس کی افادیت اور بھی بڑھ گئی ہے۔ اور ان پر عمل پیرا ہونے سے اسی فیصد حادثات کم ہو سکتے ہیں یا رک سکتے ہیں۔

گویا یہ کتاب جلن و احراق اور اس کی دیگر پیچیدگیوں پر مشتمل ہے تاہم اس کے ہوتے ہوئے، دیگر مندرجہ ذیل جسمانی عوارض کا خاطر خواہ علاج کیا جا سکتا ہے۔ اس میں جلن کے دوران اور مابعد کے ملحقہ عوارض و اثرات بد انکسیر، جریانِ خون، تپ یا گرمی کے دانوں، متلی دقے، دست، پیچش، پیشاب کی تکالیف (بندش و زیادتی) ہر قسم کے سادہ اور پیپ دار متعفن زخموں، خون کی کمی، جلد یا کسی عضو کے سکڑ یا مرجھا جانے، کھنچ یا پھٹ جانے سفید، سیاہ، بھورے، سرخ یا نیلی رنگت کے داغ پڑ جانے، بالوں کے گرنے یا اگنے، آنکھ اور نظر کی خرابیوں نیز چہرہ کی چھائیوں یا چھاہیوں اور بدنما داغوں وغیرہ کا شافی بیرونی و اندرونی علاج موجود ہے۔

کتاب ہذا میں دواؤں کے منبع حصول، طریقہ استعمال، ہومیو پیتھک پوٹنسی (طاقت) اور ادویات کے باہمی رشتے (تعلقات) اور ہم آہنگ ادویہ کے مقابلے پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے۔ دواؤں کے غلط اور بے جا استعمال سے نقصانات کی تلافی کا حل بھی موجود ہے۔ اور یوں معمولی پڑھا لکھا آدمی بھی اس سے کماحقہٗ فائدہ اٹھا سکتا ہے ہر سکول کالج لائبریری اور فیکٹری میں اس کتاب کا ہونا اشد ضروری ہے عمدہ کتابت، معیاری کاغذ و اشاعت سے مزیّن ۱۰۲ صفحات پر مشتمل قیمت صرف تین روپے علاوہ محصول ڈاک۔

## بقیہ: احادیث الرسولؐ

سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ایک روزہ رکھے تو اللہ تعالےٰ اس ایک دن کی وجہ سے اس کو (جہنم کی) آگ سے بقدر ستر سال کی مسافت کے دُور کر دیں گے۔ (اس کو بخاری و مسلم نے ذکر کیا)

## مولانا ضیاء القاسمی پر مقدمہ

تنظیم اہل سنت پاکستان کے مرکزی مبلّغ اور متحدہ اسلامی محاذ کے رکن حضرت الحاج مولانا ضیاء القاسمی صاحب پر ملتان میں ایک تقریر کے سلسلہ میں مقدمہ چل رہا ہے۔ ملتان کے مایہ ناز وکیل ایڈووکیٹ مقدمہ کی پیروی کر رہے ہیں۔

احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

منظور احمد کہروڑی مدرسہ عربیہ ضیاء العلوم

## شمس العلماء حضرت علامہ قریشی صاحب کی

## اپیل

خدا کا فضل ہے کہ مدرسہ عربیہ ضیاء العلوم ملتان کے بانی اور سرپرست حضرت الحاج مولانا محمد ضیاء القاسمی صاحب ہیں جن کی شخصیت کسی سے مخفی نہیں اور مہتمم حضرت مولانا قائم الدین صاحب عباسی ہیں۔ جن کی تبلیغی خدمات پورے ملک میں مشہور ہیں۔ جن کے ناظم حضرت مولانا منظور احمد شاہ کہروڑی ہیں۔ جن کی روزمرہ مخلصانہ کاوش سے بچّہ بچّہ واقف ہے۔

بہرحال مدرسہ عربیہ ضیاء العلوم ملتان باوجود ابتدائی عمر کے علمی طور اعلیٰ ترین خدمات کر رہا ہے۔ تمام اہل سنت مسلمانوں سے پر زور اپیل ہے کہ مدرسہ ہذا کو اپنا مدرسہ تصوّر فرماتے ہوئے اس کی پوری اعانت فرما کر عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوں۔

فقیر دوست محمد قریشی عفی عنہ خادم تحریک اہلسنّت پاکستان

## اپیل

حضرات! فن تجوید و قرأت کی معیاری درسگاہ مدرسہ اسلامیہ فاروقیہ رجسٹرڈ ملتان ۱۹۵۵ء سے بفضل تعالیٰ زیر اہتمام حضرت مولانا غلام قادر خلیفۂ مجاز حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ جاری ہے۔ جس میں مقامی طلباء کے علاوہ مسافر طلباء بھی زیر تعلیم رہتے ہیں۔ ۱۹۶۳ء میں دو مخیّر زمینداروں نے مدرسہ ہذا اور مسجد شریف کے لئے اڑھائی کنال کا قطعہ (پلاٹ) عقب کچہری ملتان تملیک کر دیا ہے۔ جس پہ دو عدد کمرے اور ایک وسیع درسگاہ و برآمدہ دو عدد مکان تعمیر کئے جا چکے ہیں۔ اب مسجد زیر تعمیر ہے۔ لہٰذا تمام برادرانِ اسلام اور قارئین خُدام الدّین سے خصوصاً التماس ہے کہ مسجد شریف کی تعمیر میں حسب توفیق امداد فرما کر اجرِ عظیم اور ثواب دارین حاصل کریں۔

واسعی من والاتمام من اللہ

نوٹ:۔ امدادی رقم ارسال کرتے وقت فنڈ تعمیر مسجد شریف تحریر کریں تاکہ رقم اسی مصرف پہ خرچ کی جا سکے۔

ترسیل زر کا پتہ: عبدالرؤف ناظم مدرسہ اسلامیہ فاروقیہ رجسٹرڈ کچہری روڈ ملتان شہر

## بچوں کا صفحہ

# حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ

عبد المجید ہیڈ ماسٹر، لیہ

عزیز بچو! مَیں اس مختصر سے مضمون میں آپ کی توجہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کی طرف منعطف کرانا چاہتا ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ پاک آپ کو سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع عطا فرمائے ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

عزیزانِ من! اللہ پاک نے اپنے مقدس کلام پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔ جس شخص نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کی گویا اُس نے میری تابعداری کی۔ ربُ العزّت کو سرورِ کونینؐ کی ہر ادا پسند آئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ بھی بیان فرماتے اللہ پاک کا کلام بیان فرماتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اطہر بیشک ہمارے لئے کامل نمونہ ہے۔ ایک تاجر کی حیثیت سے، ایک حاکم کی حیثیت سے، ایک معلّم کی حیثیت سے، ایک باپ کی حیثیت سے۔ ہمیں آپؐ کی تقلید ازبس ضروری ہے۔ آپؐ نے کبھی دوسروں کو اپنے آپ سے کمتر نہیں سمجھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب ایک مرتبہ آپؐ چند صحابہ کرامؓ کے ہمراہ سفر میں تھے تو ہر ایک صحابیؓ کے ذمہ ایک ایک کام سونپا گیا۔

آج کل کا انسان دین سے کیوں بے بہرہ ہے؟ اسلام سے کیوں ناواقف ہے اور قرآن پاک سے کیوں ناآشنا ہے؟ وجہ صرف اتنی ہے کہ ہم مغربی تہذیب کی تقلید میں اندھے ہو گئے ہیں۔ ہماری چشمِ بصیرت جواب دے چکی ہے، دلِ بینا، نابینا ہو گئے ہیں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ جن کے دلوں پر ہم تالے لگا دیں انہیں کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔

طائف میں جب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) لوگوں کو دینِ متین کی دعوت دینے لگے تو وہاں کے چند شر پسندوں نے آپؐ کو بہت تنگ کیا آپؐ نے ہر قسم کے آلام و مصائب کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کیا۔ اگر آپؐ چاہتے تو اُن کے حق میں بُری دعا کر سکتے تھے۔ مگر آپؐ کی بے پایاں رحمت نے کفّار کی بے پناہ ایذا رسانی کے باوجود اُن کے حق میں اچھی دعا فرمائی۔ آپؐ نے فرمایا:-

"مالک! انہیں سیدھے رستے پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ انہیں حق کو سمجھنے کے لئے ذہنِ رسا عطا کر۔ انہیں قرآن پاک سمجھنے کے لئے چشمِ بصیرت عطا فرما ؎

دلِ بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

میرے عزیز بچو! آپ نے اس مختصر سے مضمون سے یہ اندازہ ضرور لگایا ہوگا کہ ہادیٔ اعظم (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیشہ حق بات پر قائم و دائم رہے۔ اللہ پاک کی رضا آپؐ کا منتہائے مقصود تھا یہی وجہ ہے کہ رب العالمین نے آپؐ کو تمام انبیاء سے بلند مقام پر فائز فرمایا۔

اللہ جلشانہ کا فرمان ہے۔ "بیشک اللہ تعالےٰ اور اس کے فرشتے نبیٔ اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی اس ذاتِ اقدس پر درود و سلام بھیجو"۔

المختصر پیارے عزیزو! اگر تم نے اس دنیا میں کامیاب رہنا ہے اور آخرت میں سرخرو ہونا ہے تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سیرتِ طیبہ سے سبق سیکھو۔ عروجِ کامرانی سے ہمکنار ہونے کے لئے اور خوشنودیٔ حق حاصل کرنے کے لئے آپؐ کی اتّباع ازبس ضروری ہے۔

دعا ہے کہ اللہ پاک مجھ ناچیز کو اور آپ کو ہادیٔ اعظم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

# اقوالِ زرّیں

محمد امین۔ کراچی ۶ ؎

- دنیا میں ہر آدمی دوسرے کو سمجھاتا ہے مگر اپنے آپ کو سمجھانے والے بہت کم ہیں۔
- دنیاوی عیش و آرام میں کھو کر دین سے غافل ہونا بدنصیبی کی انتہا ہے۔
- ایمان کے بعد سب سے بڑی نیکی خلقت کو آرام پہنچانا ہے۔
- مشکلات پر قابو پانے کے لئے مستقل مزاجی اور نماز کا سہارا پکڑو۔
- تمہاری تکلیفیں تمہارے ہی اعمالوں کا نتیجہ ہیں۔ اپنے اعمالوں پر نظر ڈالو۔
- کھاؤ، پیو، پہنو اور خیرات کرو مگر اسراف فضول خرچی اور غرور نہ کرو۔
- زمانہ کو بُرا مت کہو۔ زمانہ میں نحوست نہیں ہوتی۔ نحوست تو تمہارے شامتِ اعمال کی وجہ سے ہوتی ہے۔
- آدمی کے بُرا ہونے کو یہی کافی ہے کہ وہ خود نیک نہ ہو اور دوسروں کو بُرا کہے۔
- نیکی کے کام میں ہرگز دیر نہ کرو بہت ممکن ہے پھر نیکی کرنے کا موقع نہ ملے۔
- دوسروں کے عیبوں پر نظر نہ رکھو۔ بلکہ اپنی برائیوں اور دوسروں کی اچھائیوں پر نظر رکھو۔
- اپنے اچھے عمل سے دوسروں کو نمونہ بن کر دکھا دو تاکہ وہ بھی تمہاری اتباع کریں۔
- اپنی تکلیف یا پریشانی کسی سے بیان نہ کرو۔ بلکہ صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو۔

# مدینہ منوّرہ

رشید عثمانی

مسلماں کی آنکھوں کا تارا مدینہ
نہ ہو کیوں دل و جاں سے پیارا مدینہ

سدا رحمتیں ذرّے ذرّے پہ نازل
دکھاتا ہے کیسا نظارا مدینہ

منوّر منوّر معطّر معطّر
ہے جنّت سے بڑھ کر ہمارا مدینہ

جو سوچا علاجِ غمِ دل کہاں ہے
دلِ زار فوراً پکارا مدینہ

شہِ دو جہاں، شافعِ روزِ محشر
سمایا ہے دل میں تمہارا مدینہ

چلو مے کشو تشنگی دُور کر لو
ہے تسنیم و کوثر کا دھارا مدینہ

یہی نسبتیں حاصلِ زندگی ہیں
مدینہ کے ہم ہیں ہمارا مدینہ

مدینے کا ہر دم ہے دل میں تصوّر
ہر شے سے ہے مجھ کو پیارا مدینہ

رشیدؔ ایسے بیکس کی آنکھوں کی ٹھنڈک
دلِ زار کا اک سہارا مدینہ

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷ نمبر

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر
عبیداللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ر مئی سنہ ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۲۴۸۱ مورخہ ۲۷ر ستمبر سنہ ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD۹-۲-۷۶۷/۹/۳۹ مورخہ ۲۴- اگست ۱۹۶۴ء

# بارگاہِ ربّ العزّت میں



ھادی حسین صاحب شاھد چاندپوری
صدر بازار لاہور چھاؤنی

خالقِ کونین ہے تُو اے خدائے انس و جاں
لائقِ تعظیم ہے تُو اے مکینِ لامکاں
ذرہ ذرہ ہے تری تعریف میں رطب اللساں
حمد کرتے ہیں تری دن رات سب کرّوبیاں
آستاں پر تیرے جھکتی ہے خلائق کی جبیں
سب کے سب بندے ہیں تیری ذات ہے حق الیقیں

تُونے بے جانوں کو بھی بخشی ہے دنیا میں حیات
سرکشی تجھ سے کرے کوئی تعجّب کی ہے بات
تیرا ادنیٰ سا کرشمہ ہے یہ ساری کائنات
دینے والا ہے تُو ہی نارِ جہنم سے نجات
ورنہ بخشش کی کوئی صورت نظر آتی نہیں
جنّت الفردوس کی اُمّید بر آتی نہیں

تُو اگر چاہے تو آئے خشک پھولوں پر بہار
ذرّے ذرّے پر نظر آتا ہے تیرا اختیار
تیری رحمت تو ہے وہ جس کا نہیں کوئی شمار
جلوہ فرمائے دو عالم اے مرے پروردگار
تیرا ایماء ہو تو جنت دم میں ہو نارِ جحیم
حکم ہو تیرا تو دوزخ بھی بنے خلدِ نعیم

میرے مالک میرے خالق تیری رحمت عام ہے
جانفزا، جاں بخش، جاں پرور ترا پیغام ہے
خشک و تر کی نعمتیں کیا ہیں ترا انعام ہے
تیرے پیاروں کی صفِ اوّل میں کس کا نام ہے؟
تُونے کس کے واسطے کونین کو پیدا کیا
تُونے کس کے حُسن پر مخلوق کو شیدا کیا

وہ ترا محبوبؐ یعنی وہ رسولوں کا امامؐ
جس نے انسانوں کو بخشا اَوج و عظمت کا مقام
جس نے دنیا کو پلایا بادۂ وحدت کا جام
وہ غریبوں کا دُلارا ہے محمدؐ جس کا نام
بندگیٔ حق میں وہ اَوروں کا آقا ہو گیا
ظلمتیں سب مٹ گئیں ہر سُو اُجالا ہو گیا

جس کو قرآں نے کہا ہے حاملِ خُلقِ عظیم
نازشِ آدم وقارِ دوجہاں فخرِ کلیم
وہ رسائے عرشِ اعظم وہ حکیموں کا حکیم
بے سہاروں کا سہارا بے نواؤں کا ندیم
یعنی وہ آقائے عالم جو ترا محبُوب ہے
جو ترا طالب مگر کونین: کا مطلُوب ہے

وہ غرورِ نوعِ انساں وہ فروغِ جان و تن
عالمِ ایجاد میں بخشا اُسے ایسا چمن
اپنی قدرت سے سنواری تُونے جس کی انجمن
جس کی مدحت میں دَہن رہتے ہیں مصروفِ سخن
جس کی کلیوں کی پھبن سے یہ جہاں خوش رنگ ہے
یہ جہاں کیا چیز ہے خلدِ بریں بھی دنگ ہے

اُف کہ مَیں نے اپنے ہاتھوں اپنی قسمت پھوڑ دی
راستی سے خود عنانِ زندگانی موڑ دی
دہر کے دھندوں میں پھنس کر راہِ نیکی چھوڑ دی
نیک نیّت جب ہوئی نیّت ہی اپنی توڑ دی
سر سے لے کر پاؤں تک مَیں ہوں گناہوں سے بھرا
معصیت کا بوجھ ہے کمزور کاندھوں پر دھرا

تیری چوکھٹ چھوڑ کر پھرتا ہوں جب سے دَربدَر
اب کئے پر اپنے پچھتاتا ہوں مَیں تنگ بشر
کچھ پتا اپنا نہیں مجھ کو کہ جانا ہے کدھر
گھیرے رہتا ہے مجھے ہر لمحہ دوزخ کا خطر
ایک رحمت کی نظر مجھ پر بھی سرکار ہو
دامنِ رحمت جو مل جائے تو بیڑا پار ہو

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبیداللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا